رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ | رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

THE ALHAKAM, WEEKLY, QADIAN

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

دور جدید

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئل
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ
والیان ریاست سے ۔/۔ ار
حکام و امراء سے ۔/۔ ۱۰
معاونین سے ۔/۔ ۸
عوام سے ۔/۔ ۶
ممالک غیر سے ۔/۔ ۱۲ شلنگ

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
شائع ہوتا ہے

جلد ۳۷ | قادیان ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء مطابق ۵ رجب المرجب ۱۳۵۳ھ یکشنبہ | نمبر ۳۷

الحکم کے اجراء پر

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ کا اظہار مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ الحکم کو پھر جاری کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے اور ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کر دے (آمین ثم آمین)

الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے۔ وہ وہ کروڑوں روپیہ خرچ کر کے اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے۔ لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعودؑ کو کیا درجہ سمجھتے تھے۔ اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔

خاکسار
میرزا محمود احمد
(خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

دار الامان کا ہفتہ

۱۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو حضرت سیدنا و مرشدنا خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بذریعہ موٹر اپنے پہاڑی سفر سے بصحت و عافیت تشریف لائے۔ جماعت نے مقامی امیر کی زیر نگرانی زبردست استقبال کیا۔

۸ اکتوبر کو سپرنٹنڈنٹ پولیس بہادر ضلع گورداسپور تشریف لائے تاکہ احرار کے جلسے کے متعلق ضروری انتظامات پر غور کر سکیں۔ ان کے ساتھ سابق سپرنٹنڈنٹ صاحب بھی اور چودھری نند لال صاحب سب انسپکٹر انچارج تھانہ بٹالہ تھے۔

احراری جلسہ غالباً ڈی۔اے۔وی سکول کی گراؤنڈ میں ہونا قرار پایا ہے جو موضع احمادہ کی زمین میں ہے۔ اور جو تھانہ کاہنووان سے تعلق رکھتا ہے۔

ہفتہ زیر رپورٹ میں مولوی غلام احمد صاحب ذیلدار ڈھڈوارہ علاقہ ریاست کشمیر نے اہل سنت والجماعت کے ایک جلسہ میں تقریر کی۔ اس جلسہ کا صدر چودھری منگو تھا۔ حاضری بہت معقول تھی۔ مولوی غلام احمد نے مظالم کشمیر کے متعلق تقریر کی اور بتلایا کہ احرار نے کس طرح عین وقت پر انکی مدد سے انکار کیا۔ اور کسی قسم کی مالی مدد بھی نہ دی۔ اور بجائے ایک قسم کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔

۱۲ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو شیخ مبارک احمد صاحب شملہ سے واپس آ گئے ہیں۔ تاکہ افریقہ جانے کے لئے تیاری کر سکیں۔

۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو انھوں نے محلہ دار البرکات میں انسان کی پیدائش کی غرض پر تقریر کی۔ محلے مرد اور عورتیں سب اس میں شریک ہوتے تقریر بہت پسند کی گئی۔

مدارس میں رخصت

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ وائسرائے بہادر کے ضلع گورداسپور کی تشریف آوری کی تقریب میں جو آٹھ اکتوبر کو تھی۔ جناب وائسرائے ہند نے پسند کیا ہے کہ ۱۴ تاریخ کو انکے دن کے لئے تمام مدارس بند کر دیئے جائیں

ایک خوشی کی خبر

جس دن یہ اخبار تمام احباب کے ہاتھوں میں پہنچے گا اس دن جناب خان صاحب مولوی فرزند علی خان صاحب ناظر امور عامہ گوجرانوالہ میں اپنے فرزند مولوی محبوب عالم کی شادی کی تقریب پر تشریف لے جائینگے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ یہ تعلق ہر طرح سے بابرکت ثابت ہو۔

حضرت شیخ غلام احمد صاحب کی واپسی

حضرت شیخ غلام احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی اور نہایت بزرگ انسان ہیں کئی ماہ کی غیر حاضری کے بعد پھر قادیان تشریف لے آئے ہیں۔

حضرت نیر صاحب کی آمد

۱۱ اکتوبر کو مولانا نیر صاحب حیدر آباد اور بمبئی وغیرہ کے دورہ سے مع الخیر واپس تشریف لے آئے۔

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

لائبریوں میں الحکم رکھنے کی تحریک

مجھے افسوس ہے کہ اس تحریک کو میں جاری نہ رکھ سکا۔ ورنہ یہ تحریک ضرور بار آور ہوتی۔ الحکم چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اور ملفوظات کو پیش کرتا ہے اور یہ وہ چیز ہے جو ہزار دلائل سے بڑھ کر انبیاء کی زندگی اور ان کا زبردست کیریکٹر خود انسانی قلوب پر اپنا اثر ڈالتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے میں احباب کرام کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس تحریک میں حصہ لیں۔ اور جن کو توفیق ہے وہ اپنی اپنی طرف سے ایک ایک پرچہ کسی لائبریری کے نام جاری کرانے کی سعی کریں۔ اس طریق سے بہت سے ایسے لوگوں تک آپ کی خاموش تبلیغ پہنچ سکے گی جن تک آپ کا پہنچنا ممکن نہیں۔

الحکم کے وی پی

جن احباب نے الحکم کے وی پی تین دفعہ واپس کئے تھے ان کے نام الحکم بند کر دیا گیا ہے۔ مگر گذشتہ قیمت کا مطالبہ جاری رہے گا۔

جن احباب کے نام ابھی تک بقایا ہے ان کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ اپنا حساب صاف کر دیں۔ تاکہ جنوری ۳۵ء سے جدید حسابات شروع ہو سکیں۔ اس لئے دفتر ہر ممکن کوشش کرے گا کہ بقایا حساب صاف کرائے اسلئے احباب کو تیار رہنا چاہئے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جو احباب وی پی واپس کریں گے ان کی رقم میں ڈاک خرچ کا اضافہ ہوتا رہے گا۔ پس میں بڑے ادب سے ان سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ مہربانی فرما کر نہ اتنا نقصان کریں اور نہ دفتر کو مشکلات میں ڈالیں اور گذشتہ حساب صاف کر دیں۔

سالار کا مقدمہ اور حضرت والد صاحب قبلہ کی صحت

الحکم میں حضرت والد صاحب قبلہ پر رسالہ سالار کے کسی نامہ نگار نے مضمون کی وجہ سے جو مقدمہ چل رہا ہے۔ اس کی کارروائی ابھی تک شروع نہیں ہوئی۔ نواب نثار خان صاحب خود بھی بیمار پڑے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ حاضر عدالت نہیں ہو سکے تین تاریخیں اسطرح پڑیں اور اسی طرح گزر گئیں۔ حضرت والد صاحب قبلہ کی صحت اجازت نہیں دیتی کہ وہ بمبئی میں زیادہ عرصہ تک رہ سکیں۔ ان کا ہر خط ان کی صحت کی خرابی کی خبر لاتا ہے۔ چنانچہ اپنے تازہ خط میں فرماتے ہیں:۔

"تم کہتے ہوگے کہ اباجی نے پوتے کی مبارکباد کا خط تک نہ لکھا۔ پیارے بچے میں نے تار دے دیا تھا۔ پھر طبیعت زیادہ خراب رہی۔ ایک لفظ لکھنے کی ہمت نہ ہوتی رہی اور سالی مضمون میں پھر تاخیر ہوئی۔ آج غیر معمولی طور پر طبیعت خراب ہو گئی۔ تاریخ بھی تھی۔ مگر وہاں جانے پر معلوم ہوا کہ تاریخ ۲۳ نومبر ہو چکی ہے اب بظاہر مقدمہ لمبا ہو رہا ہے حیران ہوں کیا کروں مدعی بھی بیمار پڑا ہوا ہے۔" الغرض اس قسم کے خطوط موصول ہو رہے ہیں میں خوب جانتا ہوں کہ ان کا وجود بڑا قیمتی وجود ہے۔ اور سلسلہ کا ایک بڑا حصہ ان کی زندگی کی نذر کر رہا ہے۔ میں ان تمام ہمدردوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ پوری توجہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایسی صحت دے جس سے ان کی تمام طاقتیں اپنی اصلی حالت پر آجائیں۔ اور سلسلہ کے جن کاموں کو انھوں نے شروع کر رکھا ہے ان کو پورا کر سکیں۔

شکریہ احباب

عزیز مکرم شیخ یوسف علی صاحب اڈیٹر کے لڑکے کی پیدائش پر بہت سے احباب کرام نے مبارکبادی کے خطوط لکھے۔ گر حضرت والد صاحب قبلہ خود یہاں موجود ہوتے تو اپنے ہاتھ سے ان احباب کا شکریہ لکھتے اب ان کی غیر حاضری میں یہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آل یعقوب ان تمام احباب کے شکر گزار ہیں۔ جنھوں نے اس موقع پر ہمارے ساتھ خوشی میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کو بھی اس قسم کی خوشیوں سے مالامال کرے۔ اور ان پر اپنے بڑے فضل فرمائے۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوب مبارک کا عکس

حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کے نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو گرامی نامہ لکھا تھا اس کا بلاک تیار کرا لیا گیا ہے۔ اور ۲۸ر اکتوبر کے الحکم میں اسے شائع کیا جائے گا۔ یہ مکتوب گرامی خریداران الحکم کو تو مفت بھیجا جائے گا۔ جو لوگ حضور کے مبارک ہاتھوں کے لکھے ہوئے کو دیکھنے کو ترستے تھے۔ ان کے لئے کچھ کاپیاں زائد چھپوائی جائیں گی۔ فی کاپی [illegible] قیمت ہوگی

جو احباب اس مکتوب گرامی کو خریدنا چاہیں۔ وہ اس کی قیمت پیشگی بھیجیں۔ وی پی کسی کے نام نہیں کیا جائے گا۔

محلہ دار الفضل کی تبلیغی رپورٹ

حسب معمول اس اتوار کو بھی بعد نماز عشاء جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کی مسجد دار الفضل میں تقریر ہوئی۔ علاوہ مردوں کے عورتوں نے بھی شمولیت اختیار کی۔ حافظ صاحب کی تقریر کا خلاصہ حسب ذیل تھا۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور یقین کرنا کہ وہ ایک ہے۔ تمام عیبوں سے پاک، تمام صفات کاملہ سے موصوف۔ سب کا مالک۔ رب رحمٰن رحیم وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ اسکے ملائکہ پر ایمان لانا۔ جب دل میں نیکی کی تحریک کریں تو اس پر عمل کرنا اس کی کتابوں پر ایمان لانا۔ اس کے انبیاء پر اور اس بات پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں ایمان لانا۔ آپ تمام کمالات نبوت کے جامع تھے بعث بعد الموت پر ایمان لانا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا زبان سے اقرار کرنا۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ روزہ رکھنا توفیق ہو تو حج کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی کرو کہ جیسے تم دیکھتے ہو یا وہ تمہیں دیکھتا ہے۔ اخلاق فاضلہ کا پابند ہونا۔ برائیوں سے بچنا۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھنا۔ احسانات الٰہی کا شکر ادا کرنا۔ تواضع اور فروتنی اختیار کرنا۔ بڑوں کا ادب کرنا۔ اور چھوٹوں پر رحم کرنا۔ سختی اور گھمنڈ کا ترک کرنا قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور اس کا سمجھنا۔ لغو اور فضول باتوں سے دور رہنا۔ موقع پر سخاوت کرنا۔ عزیزوں اور قریبوں کا حق ادا کرنا۔ خلق میں اصلاح کرتے رہنا۔ اچھے کاموں میں امداد کرنا۔ کسی پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا اپنا حق لینے میں سختی نہ کرنا کہ یہی حقیقی اسلام ہے۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم ہے جو احمدیت ہم سے چاہتی ہے۔

آخر میں مومنین کی علامت بیان کرتے ہوئے کہ الذین ینفقون فی السراء والضراء جو لوگ خرچ کرتے ہیں سکھ دکھ میں جماعت کو تلقین کی کہ مومن اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ خرچ کرنے کو تیار رہتا ہے۔ ہمیں بھی ایسا ہی ہونا چاہیے نمازوں کی پابندی اختیار کرنی چاہئے۔ کیونکہ نماز بہت سی برائیوں کو دور کرتی ہے۔

تقریر پون گھنٹہ جاری رہنے کے بعد دعا پر ختم ہوئی

(سکرٹری تعلیم و تربیت محلہ دار الفضل)

تحریک لائبریری میں ایک ممبر کا اضافہ

جب میں اوپر کا نوٹ لکھ چکا تھا کہ مکرمی خان عبد الکریم خان صاحب یوسف زئی کا منی آرڈر وصول ہوا۔ آپ نے چھ ماہ کے لئے ایک پرچہ شمری جگت دیو پبلک لائبریری پونچھ کے پتہ پر جاری کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے اور دیگر احباب کے دل میں بھی یہ تحریک پیدا فرما دے کہ وہ اس مفید تحریک میں حصہ لیں (آمین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کی جلد ۶ نمبر اول

یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کی چھٹی جلد کا نمبر اول لکھا جانا شروع ہو گیا ہے۔ اور اسی ماہ کے آخر تک چھپ کر تیار ہو جاوے گا۔ یہ مکتوبات ایسے اشخاص کے نام ہیں جو سلسلہ میں داخل نہیں ہوئے۔ بعض ان میں سے سخت معاند ہو گئے اور بعض نامعلوم الکلام اشخاص کے نام ہیں۔ احباب ابھی سے تیار رہیں۔ الحکم کے خریداروں کی خدمت میں یہ مکتوبات وی پی بھیجے جائیں گے جو صاحب پیشگی قیمت بھیج دیں گے ان کو محصول ڈاک وغیرہ اخراجات کی بچت ہو جائے گی۔ ایسے احباب کو صرف ایک روپیہ کا منی آرڈر کرنا چاہیئے۔ لیکن تصریح کرنی چاہیئے کہ مکتوبات کے لئے ہیں۔ اور پتہ مکمل لکھیں جو صاحب نہ لینا چاہیں وہ ابھی سے اطلاع دے دیں۔

اصلاح

مخدومی مکرمی بھائی عبد الرحمان صاحب قادیانی نے سیرت کے الحکم کی ایک روایت کی اصلاح لکھ کر بھیجی ہے جسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (اڈیٹر)

"الحکم نمبر ۳۵ مورخہ ۲۸ ستمبر ۳۴ء میں زیر عنوان سیرت المہدی کا ایک حصہ صفحہ ۷ پر بسلسلہ روایات حافظ نور محمد صاحب روایت نمبر ۲ میں مرزا احمد اسمٰعیل بیگ کے ساتھ بھائی عبد الرحیم صاحب بعوض ملک عبد الرحمن قادیانی گیا تھا۔ چونکہ یہ اندیشہ تھا کہ شاید مجسٹریٹ کسی وجہ سے ضمانت طلب کرے۔ لہٰذا دو احتیاطوں کے علاوہ میاں ... کو بلوانے کا انتظام کیا گیا۔"

عبد الرحمٰن قادیانی۔

سیرت المہدی کا ایک ورق

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی روایات

(۱)

ایک دفعہ ایک خوبصورت جوان یہودی قادیان میں آیا مسلمان ہو کر بیعت سے مشرف ہوا۔ اس کا یہ حال تھا کہ جب حضرت مسیحؑ کا ذکر ہوتا۔ تو اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو جاتا۔ وہ کہتا کہ میں حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا مدار نجات سمجھتا اور یقین کرتا ہوں۔ لیکن مسیحؑ کو ایک منٹ کے لئے بھی نہیں مان سکتا۔ اور نہ اس کا ذکر سن سکتا ہوں۔ ایک شخص نے اس کی تعریف معلوم کرنی چاہی۔ تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ بنی اسرائیل سے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اہل یہود سے ہیں۔

(۲)

ایک شخص جو قوم کا برہمن اور مجسٹریٹ کے عہدہ پر بنگال یا کلکتہ میں تھا۔ یہاں آیا۔ اور وہ دہریہ تھا۔ اس نے آ کر حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ میں خدا کو نہیں مانتا۔ اور نہ سُنی سنائی بات مان سکتا ہوں جب تک کوئی خدا کو ان آنکھوں سے نہ دکھا دے میں نہیں مان سکتا۔

آپ نے فرمایا آپ کسقدر عرصہ یہاں ٹھیر سکتے ہیں اس نے کہا کہ میری رخصت چھ ماہ کی ہے۔ یہاں سب گذار سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کچھ عرصہ یہاں ٹھیریں آپ خدا کے دیدار سے شرفیاب ہو سکتے ہیں۔ پھر آپنے سرسری طور پر اسطرح گفتگو فرمائی۔

حضرت اقدس:۔ کبھی قادیان آئے ہیں۔ بٹالہ۔ لاہور۔ امرتسر یا لندن وغیرہ تشریف لے گئے ہیں۔

دہریہ:۔ مجھے ان شہروں میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔

حضرت اقدس:۔ یہ شہر ہیں۔؟

دہریہ:۔ ضرور ہیں۔

حضرت اقدس:۔ آپ پورے یقین کے ساتھ فرماتے ہیں کہ یہ شہر ہیں؟

دہریہ۔ جب موجود ہیں، تو یقین کسطرح نہیں کیا جا سکتا

حضرت اقدس:۔ آپ کا تمام مدار سنی سنائی باتوں پر ہے۔ اور انپر یقین کامل رکھتے ہیں

اسپر وہ حیران سا ہو گیا۔ پھر آپنے ہستی باری تعالیٰ پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ خدا کے جلال اور جمال اور اُسکی قدرت نمائیوں کا اسطرح پر ذکر فرمایا کہ اسوقت ہر ایک کے آئینہ دل میں خدا کا چہرہ نظر آیا تھا۔ اور عجیب کیفیت طاری تھی۔ اس شخص کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اور بے ہوشی کی علامت صادر ہو گئی۔ پھر جلیہ برخاست ہوا اور اُس نے اُٹھ کر خود یکہ والے کو بلایا۔ یہ معلوم کر کے حضرت خلیفہ اول رضہ نے ان سے فرمایا کہ آپ تو چھ ماہ ٹھیرنے کا قصد کرتے تھے۔ مگر ابھی واپس کیوں جاتے ہیں۔؟

اُس نے جواباً عرض کیا کہ میں مسلمان ہونے کی تیاری سے نہیں آیا تھا۔ اہل وعیال رکھتا ہوں۔ اور یہاں اگر رات رہ گیا تو صبح ہی مجھ کو مسلمان ہونا پڑے گا۔ اس لئے میں ابھی واپس جاتا ہوں۔

(۳)

ایکدفعہ ایک شیعوں کا مجتہد کلانور سے یہاں آیا۔ اور انہے باغ فدک کا ذکر کیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ وہ چند درخت تھے۔ ہمارے ہاں بہت سے شیعہ صاحبان متر حض رہتے ہیں ہم سے اُن کی قیمت مقرر کر کے لے لیں اور عہد کریں کہ پھر شیعہ صاحبان میں سے کوئی اعتراض نہیں کرے گا۔ پھر فرمایا کہ بات تو یہ تھی جب حضرت علی رضہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے باغ فدک کو واپس کیوں نہیں لیا۔ اس نے کہا کہ نا جائز خلفا کے زمانہ میں غصب ہو چکا تھا۔ اسلئے بوجہ مغصوب ہونے کے خلیفہ برحق پر واپسی حرام ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کے خیال کے مطابق تو خلافت بھی غصب شدہ تھی جو حرام ہو چکی تھی۔ وہ حضرت علی نے کیوں لی۔ اسپر وہ مبہوت سا ہو گیا اور فوراً اُٹھ کر چلا گیا۔ ہاں یہ بھی فرمایا کہ حضرت عمر رضہ کے خلافت حقہ کو اگر نا جائز سمجھو گے تو ان کی فتوحات بھی لامحالہ نا جائز ہونگی۔ اور شہربانو اُن کی فتوحات میں آئیں تھیں جو امام حسین رضہ کو بخشی گئی تھی۔ تو پھر اُن کی اولاد در اولاد یعنی جو سلسلہ سادات کا اُن سے چلا وہ سب نا جائز ہو گا۔ یاد رکھو کہ اگر خلافت حضرت عمر رضہ کو خلافت حقہ سمجھو گے تو پھر نسل صحیح النسل ہوگی ورنہ اس کے برعکس۔

(۴)

لاہور میں جن دنوں مولوی عبد الحکیم سے ایک تصوف کے رنگ میں مباحثہ ہوا تو انھیں ایام میں ایک برہمو سماج کا سکرٹری جو ایم۔ اے تھا۔ حاضر خدمت ہوا۔ اور اس نے ذکر کیا کہ تقدیر کا مسئلہ میں اپنی تحقیق کی بنا پر اس طرح حل کیا ہے کہ میرے خیال میں شاید اُس سے بہتر کوئی اور تسلی بخش بیان کر سکے۔ اگر حکم ہو تو میں وہ دلائل بیان کروں۔ آپنے سُن کر خود ہی تقدیر پر تقریر شروع کر دی۔ وہ شخص حیران ہو گیا۔ اور اس نے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ میری معلومات اس بارہ میں ہیچ۔ اور آپ سے بہتر دنیا میں کوئی اور شخص تقدیر کو نہیں سمجھتا۔ اور سچ بات یہ ہے کہ آپ میں پرمیشر کی شکتی ہے۔ انسان سے آدمی گفتگو کر سکتا ہے۔ مگر پرمیشر کا روپ رکھتا ہو اس کے آگے کیا پیش جا سکتی ہے۔ پھر وہ نہایت ادب سے ہاتھ باندھ کر سلام کر کے اُلٹے پائیں یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ بڑی شوبھ ہے بڑی تیت ہے

(۵)

اس کے جانے کے بعد نواب فتح علی خان صاحب قزلباش (جو اس جلسہ تقریر میں موجود تھے) کہنے لگے کہ آپ اسلام کی روح بیان فرماتے ہیں۔ اور وہ بڑے ظالم ہیں۔ جو آپ کے خلاف بکواس کرتے ہیں۔ لفظ ظالم سُن کر آپنے بڑے جوش میں آکر شیعہ مذہب کی تردید شروع کر دی اور اُسی جوش تقریر میں فرمایا کہ ظلم کی کوئی حد ہے۔ کوئی شیعہ یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اس کی ماں کی قبر دو کنجریوں کے درمیان ہو۔ تو پھر مسلمان کہلا کر یہ پسند کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آنحضرت سید الطاہرین کی قبر دو ظالموں اور منافقوں کے درمیان ہو۔ نواب صاحب اس تقریر سے اثر پذیر ہوئے۔ اور پھر اجازت لے کر السلام علیکم کہہ کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد مولوی عبد الکریم صاحب رضہ جو اس تقریر پر حیران ہو رہے تھے کہ ایک شخص تعریف کر رہا ہے اور آپ اس کے عقائد اور مذہب کی اسطرح بلا حجاب تردید فرما رہے ہیں۔ حیران ہو کر دریافت کرنے لگے کہ کیا حضور کو معلوم تھا کہ نواب صاحب شیعہ مذہب رکھتے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ ہمارے ان سے پرانے تعلقات قدیمانہ ہیں۔ ان لوگوں کو ایسی مجالس میں شریک ہونے کا کہاں موقعہ ملتا ہے اتفاقیہ آ گئے میں نے ضروری سمجھا کہ ان کو نصائح آمیز تبلیغ کر دوں تا اگر غور کریں تو ہدایت یاب ہوں

معذرت

چونکہ سیرت مسیح موعود کا مضمون بمبئی سے حضرت والد صاحب قبلہ تیار کر کے روانہ کرتے ہیں۔ اور افسوس کہ ان کی طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے نہ پہنچ سکا اسلئے پورے دو صفحے سیرت کے شائع نہ ہو سکے۔ انشاء اللہ آئندہ ہفتہ یہ کمی پوری کر دی جائے گی۔

(ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نصف صدی پیشتر کا ایک مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از طرف احقر عباد عاجز باللہ الصمد بہ مخدومی مکرمی مولوی نور محمد صاحب۔ سلام علی من اتبع الہدیٰ۔ اما بعد نامہ گرامی آنمخدوم پہنچا یہ عاجز بباعث کم فرصتی و مشغولی ملاقات بعض احباب و نیز بوجہ ضعف طبیعت اب تک جواب لکھنے سے مقصر رہا۔ اور اب بھی اس قدر طاقت و فرصت نہیں کہ مفصل لکھوں۔ صرف مجمل طور پر عرض کرتا ہوں اگرچہ یہ عاجز اپنی ذاتی حالت کی رو سے فی الواقعہ نہایت آلودہ دامن اور ناچیز اور ہیچ ہے اور جس قدر بدظنی کی جائے وہ تھوڑی ہے۔ من آنم کہ من دانم۔ لیکن اگر رنج ہے تو صرف اسقدر ہے کہ جس بناء پر آپ اور آپ کی ان بزرگوں سے جن کے رویا اور کشوف آپکے زعم خام میں قطعی اور یقینی ہیں جنہیں وحی انبیاء کی طرح ایک ذرہ خطا اور غلطی کی گنجائش نہیں ہے اس احقر عباد پر کذب اور افتراء کا الزام لگایا ہے۔ اور اپنی گمان میں بہت کچھ فساد اور شرک اور کفر کی حالت کو بہ نسبت اس احقر یقین کر لیا ہے۔ ایسا یقین مسلمانوں کی حالت سے بعید ہے اللھم اصلح امۃ محمد۔ اب اور آپکے بزرگوار کو جس وحشت میں اس خواب نے ڈالا ہے کہ جو بقول آپکی اس بزرگوار نے دیکھی ہیں جس میں ان کی تخلیہ پر ایسا ظاہر ہوا کہ یہ عاجز ایک جھوٹ پر سوار ہے اور گلے میں زنار ہے۔ جھوٹے کے دم کی طرف منہ ہے۔ اور پھر اس بزرگ نے یہ دیکھا کہ یہ عاجز ایک ریچھ کی کھال پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور سر قرآن شریف بھی رکھا ہوا ہے۔ اور پھر ایک دوسرے بزرگ نے بقول آپکے اس عاجز کی بینائی میں کچھ فرق دیکھا۔ ان دونوں خوابوں کی صورت پر نظر کرکے سیرت حسن ظن اسلامی کو آپنے چھوڑ دیا۔ اور جو کچھ تمہارے رب کریم نے تاکید فرمائی ہے کہ ظن المومنین و المومنات کا اپنے بھائیوں سے بخیر ہونا چاہیے اس تاکید کو یک لخت بھول گئے۔ اور بڑے دعوے سے زبان پر لائے کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔ برادر من آپ ناراض نہ ہو جائیں کہ یہ کلمہ کفر سے کچھ کم نہیں۔ کاش اگر آپ کو کچھ سمجھ ہوتی کسی مومن کی نسبت ایسے ایسے وجوہات سے کفر یا شرک یا فسق اور افتراء کا یقین کرنا اور یہ کہنا کہ دال میں کچھ کالا ہے پرہیزگار اور نیک شعار اور محتاط طبیعت مسلمانوں کا ہرگز طریق نہیں ومن الناس من یقول آمنا باللہ و بالیوم الاخر وما ھم بمومنین۔ معلوم نہیں کہ اب آپ اور آپکے بزرگوار کہاں سے اور کس سے سن آئے جو صورت مثالی خواب یا کشف میں مشہود ہوتی ہے۔ صورت حقیقت مقصودہ ہوتی ہے۔ کیونکہ آج تک تمام معبرین کا اسپر اتفاق ہے کہ ہر ایک نوع رؤیا اور کشوف میں اکثر اصول یہی ہے کہ جو امور صور جسمیہ اور مثالیہ میں داخل ہوتی ہیں۔ وہ اپنی ظاہری شکل پر حجاب نہیں کئے جاتے۔ کیونکہ وہ تمام معانی ہیں جن کو ان صورتوں سے بوجہ من الوجوہ مناسبت ہے۔ اور یہ مناسبت ہے کہ جو صرف بوجہ اعتقاد رائی قوت متخیلہ میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص اپنے دشمن کو سانپ کی صورت میں دیکھتا ہے کہ یہ بھی سانپ کے صفات ذمیمہ فی الحقیقت اس دشمن میں موجود ہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ دشمن اپنی ذاتی حالت کی رو سے پارسا اور نیک آدمی ہو۔ صرف رائی کے خبث اعتقادی سانپ کی صورت پر اسکو دیا ہو۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو معانی صور مثالیہ میں متمثل ہو کر قوت متخیلہ پر ظاہر ہوتے ہیں وہ شخص رائی کی خود اپنی ہی حالت ہوتی ہے جو خبث اور فساد کے دوسرے کی نسبت وہ رائی دیکھتا ہے۔ حقیقت میں وہ تمام خبث اور فساد اس کے اپنے ہی نفس میں بھرا ہوا ہے۔ اور شخص مرئی جو کامل او صفت ہوتا ہے۔ وہ آئینہ کی طرح وہ خبث اسپر ظاہر کر دیتا ہے مثلاً ایک شخص کہ جو نہایت بدشکل ہے۔ جب وہ اچھی صورت آئینہ میں دیکھے گا۔ تو ضرور اس کی شکل کا عکس آئینہ میں پڑے گا۔ اب یہ بات نہیں کہ آئینہ بدشکل ہے بلکہ بہ باعث نہایت صفائی کے اس میں انعکاس بدشکلی کا ہو گیا ہے۔ اسی جہت سے محققین علم یہ یقین رکھتے ہیں کہ جو لوگ فانی ہیں وہ بباعث آئینہ صفت ہونے کے محل انعکاس سے صفات ہو جایا کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے قدیم سے تجربہ ہوتا چلا آیا ہے کہ اکثر کفرہ فجرہ نے یا ایسوں نے جن کا خاتمہ بد تھا۔ انبیاء اور اولیاء کو خراب حالتوں میں دیکھا ہے اور آخر انجام ایسے لوگوں کا بد ہوا ہے۔ اور کفر پر مرے ہیں۔ تھوڑے عرصہ کی بات ہے کہ ایک بزرگ مولوی فضل احمد نام تھے کہ جو موضع فیروزپور ضلع گوجرانوالہ میں رہتے ہیں ایام خورد سالی میں اس احقر کے استاد بھی تھے اور اب تک بقید حیات ہیں۔ اس عاجز کے پاس ذکر کیا کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت خراب میں دیکھا اور لباس و وضع مکان و حالت وغیرہ امور میں نالائق باتیں مشاہدہ کیں۔ اور مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اس خواب کے سننے سے مجھے بہت انقباض ہے۔ اور ہر چند اس وسوسہ کو دور کرتا ہوں مگر بے اختیار ہی ہے۔ تب میں نے امام زین العابدین وغیرہ کے اقوال ان کو پڑھ کر سنائے۔ اور معتبر رسالے تعبیر کے کھول کر ظاہر کیا کہ اس پلید باطن نے اپنے ہی نفس کو دیکھا ہے۔ نہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس کا خاتمہ بد ہوگا۔ تب مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کا تمام انقباض دور ہو گیا۔ اور فرمانے لگے کہ وہ شخص کچھ تھوڑی مدت بعد اس خواب کے عیسائی ہو گیا۔ سو خاتمہ بد ہی کی علامت ہو۔ اور نیز مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مجھ کو اس عمدہ تعبیر کی ہرگز خبر نہ تھی۔ اب مجھکو بہت بصیرت حاصل ہوئی۔ سچ ہے کہ بغیر علم کے انسان اندھا ہوتا ہے۔ غرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص فانیوں کو حالت خراب میں دیکھتا ہے۔ وہ درحقیقت اپنے ہی نفس کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہے۔ اور سر اس میں یہ ہے کہ جو شخص اپنے نفس سے فانی ہے وہ بباعث اپنی نہایت شفقت کے جو کہ عباد اللہ سے ہے دوسروں کی حالت پر جن میں شخص خواب بیں داخل ہے ایسا ہی دردمند ہے جیسا کہ خود صاحب واقعہ ہونا چاہیے۔ پس اسی جہت سے شخص رائی کی حالت ناقصہ اس صاحب کمال میں کہ جو بوجہ غایت شفقت متحقق فی الخلق ہے بطور انعکاس دکھائی دیتی ہے۔ اور سادہ لوح کو دھوکہ لگتا ہے کہ واقعی طور پر یہ حالت اسی میں موجود ہے۔ اور کبھی اس کا باعث یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی شخص کا حال اور مقام دریافت کرنے کے لئے باطنی طور پر توجہ کرتا ہے۔ اور وہ شخص جس کا حال دریافت کرنا منظور ہے۔ شخص متوجہ کے منشاء نظر سے بہت دور ہوتا ہے۔ ناچار نظر باطنی کے نہ کھلنے کی وجہ سے کچھ اپنے ہی حالات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جیسے ایک شخص کو جو آسمان کی طرف نظر کرتا ہے۔ تو آسمان بوجہ بہت دور ہونے کے اس کو نظر نہیں آتا۔ لیکن اپنی ہی آنکھ کی کبودی کے سامنے فضاء آسمان میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور دھوکہ سے نادان آدمی یہ خیال کر لیتا ہے کہ آسمان بزرنگ کبود ہے۔ حالانکہ وہ ایک نورانی اور پاک جوہر ہے۔ اور اسیطرح نقصان تو یہ بھی دھوکے لگتے رہے ہیں۔ جس میں سلب ایمان کا خطرہ رہا ہے۔ اب قصہ کو مختصر کرکے گذارش کرتا ہوں جو آپکے بزرگوار نے خواب دیکھے وہ تعبیر کی رو سے نہایت عمدہ خواب ہیں۔ کاش آپکے بزرگوار اور نیز آپ کو کچھ حصہ علم تعبیر سے ہوتا تو دونوں بدظنی سے بچ جاتے۔ سو جاننا چاہیے کہ امام ابن سیرین لکھتے ہیں کہ زنار کا باندھنا مستور الحال کے لئے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے صاحب عزم ہے اور نہ گھٹے گا اور نہ تھکے گا۔ جب تک اپنے دشمنوں سے انصاف نہ لے۔ اور گاؤمیش سے قوم لایعقل و نفس پرست مراد ہے اور اسپر سوار ہونا اشارات غلبہ و فتح و ظفر ہے۔ جس سے بالآخر سب نااہل و نفس پرست ذلیل ہو جائیں گے۔ اور حق ظاہر ہو جائے گا۔ اور جو اس بزرگ نے دیکھا کہ سواری کی حالت میں دم کی طرف منہ ہے یہ اعراض عن الجاہلین کی طرف اشارہ ہے یعنی جاہلوں سے منہ پھیرا ہوا ہے اور ان کی جاہلانہ شور و غوغا کی طرف التفات نہیں۔ سو دم کی طرف منہ کرنے سے یہی مراد ہے کہ جاہلوں سے اعراض کیا ہوا ہے اور آیت اعرض عن الجاہلین پر عمل ہے۔ اور دوسری خواب پہلی خواب کی تاکید میں ہے۔ ریچھ سے مراد احمق اور سفلہ آدمی ہیں کہ جو ریچھ کی طرح ناحق الجھتے ہیں۔ اور ریچھ کی کھال پر بیٹھنا تسلط تام سے مراد ہے۔ اور ریچھ کی کھال اور اس کے اخلاق ذمیمہ کا پردہ ہے جس پردہ کو خداوند کریم بذریعہ اس عاجز کے فاش کرے گا۔

اور یہ جو دیکھا کہ قرآن شریف اس کھال پر رکھا ہوا ہے اسکی یہ تعبیر ہے کہ یہ حجت قرآنی ایسے دشمنوں پر قائم ہو جائے گی۔ گویا قرآن اس کھال پر رکھا گیا۔ اور فرق بینائی سے اندوہ اور حزن مراد ہے کہ جو شفقت علی خلق اللہ طاری حال ہے۔ چنانچہ ابن سیرین وغیرہ معبرین نے شخص نامور الحال کے لئے یہی تعبیر لکھی ہے۔ اور حوالہ اس آیت کا دیا ہے **وابیضت عیناہ من الحزن وھو کظیم**

یہ تعبیر اول کشف صریح قدیمہ اور پھر ابن سیرین وغیرہ کے معتبر اقوال سے بپایہ صداقت پہنچ گئی ہے **فالحمد للہ علی ذالک**

افسوس آپ کو ان قطعی اور یقینی الہامات سے کہ جو مخالفوں کی شہادت سے بپایہ ثبوت پہنچ گئے۔ کچھ ہدایت نہ ہوئی کیا صدہا انوار یقینیہ قطعیہ کے سامنے کسی کی پیش جا سکتی ہے۔

خدا تعالیٰ اس امت پر رحم کرے۔
اور مرض خفاش سیرتی کے جو ظلمت سے
پیار اور نور سے بغض رکھنے کا
موجب ہوا ہے آپ
دور فرما وے۔ آمین

والسلام علی ارباب الصدق والدین یکم مارچ سنہ ۸۴ء
مطابق ۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ھ

220

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

پھر متقی کے لئے ایک اور منزل آتی ہے وہ ومما رزقنٰھم ینفقون ہے۔ یعنی جو کچھ اُن کو ہم نے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے اور دیتے ہی رہتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایمان کبھی کسی حال میں قوی ہو جاتا ہے اُس کے لئے یہ لکھا ہے کہ اول خود دعا کرے اور پھر جن پر حسن ظن ہو اُن سے دعا کراتے۔ یہ بھی نہ ہو کہ تو خیرات کرے۔ جب خیرات دیتا ہے تو قبض دور ہو جاتی ہے۔ سوالی اگر آجاوے تو اس کو پہلے ہی جھڑک نہ دے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک قبض پیدا ہو جاتی ہے اور پھر کچھ بھی دینے کی توفیق نہیں ملتی۔ اور اگر اس کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے گا۔ تو کچھ دینے کے لئے بھی سینہ کھل جائے گا۔ صدقات ایسی چیزیں ہیں کہ اُن سے دنیا کی منازل طے ہو جاتی ہیں۔ اخلاق فاضلہ پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر بڑی بڑی نیکیوں کی توفیق دیجاتی ہے۔ غرض مختلف مدارج اور ابواب ہیں۔ اور یہ اس لئے ہیں کہ متقی اپنے اصلی مرتبہ پر پہنچ جائے۔ یہ دوسرا درجہ اصلاح کا ہے۔ اُسوقت متقی کا نام صالح رکھا جاتا ہے۔ اُسوقت شیطان کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ صالح کا درجہ طفیلی درجہ ہے۔ جو تقوے سے آتا ہے۔ پہلا درجہ بہت ہی مشکل ہے کیونکہ اسوقت شبہات سے ایک خطرناک جنگ ہوتی ہے اور شیطان پوری طاقت سے حملہ کرتا ہے۔ مگر اس درجہ میں فساد دور ہو جاتے ہیں۔ شیطان کو بہت سی شکستیں مل چکی ہوتی ہیں۔ اس کی طاقت بہت ہی کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد تیسرا درجہ یہ ہے کہ فساد دور ہو کر اخلاق فاضلہ اور خدا کی محبت اندر آجاتی ہے۔ یہ اطمینان کا درجہ ہے اور یہ وہی درجہ ہے جس کو یا ایتھا النفس المطمئنۃ کہا گیا ہے۔ میں اس کے وہ معنی کرتا ہوں جو مُہر پر کھودے گئے ہیں۔ جب انسان اس درجہ پر پہنچتا ہے ایک فطرتی جذب الی اللہ اس میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ڈلی کی طرح اس میں لڑکتا ہوا چلا جاتا ہے۔ اب دور ہٹانا ممکن ہے۔ یہ معیت کو چاہتا ہے۔ اور اس درجہ پر طبعاً ایک جوش اور حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ خدا کی طرف دوڑتا ہے۔ ایک وقت اس پر ایسا گذرا ہے کہ یہ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اور اب یہ حالت ہے کہ جیسے ایک گیند کو کسی ڈھلوان جگہ پر رکھ دیں۔ اور بے اختیار لڑکتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ انسان بلاتکلف اور تصنع کے خدا کی طرف کھچا چلا آتا ہے۔ اور ایسی وہ حالت ہوتی ہے کہ خدا اس سے اور وہ خدا سے راضی ہوتا ہے۔ انسانوں کی عادت ہے کہ جب اُن پر کوئی مصیبت اور ابتلا آتا ہے۔ تو وہ خدا سے نارضامندی اور شکوہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور عملی طور پر بھی اس نارضامندی کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً جب کوئی مرجاتا ہے سال بھر تک روتے ہی رہتے ہیں۔ اور سر ذکر پر اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں "بہت بڑا ظلم ہوا"۔ خدا کی محبت سلب ہو جاتی ہے۔ اور اس کے رسول پر بھی پورا ایمان نہیں رہتا۔ اور ایمان سے پوری بیزاری پیدا ہو جاتی ہے ....

.... لیکن مطمئنہ کی حالت میں اگر زنجیر اور کڑیاں بھی پڑ جائیں۔ اور سخت سے سخت مشکل میں وہ ڈالا جائے۔ تو بھی اُس کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ پوری رضامندی اور صلح ہوتی ہے۔ وہ خدا کی طرف پورے جوش اور صدق سے بے اختیار ہو کر دوڑتا ہے۔ کوئی بلا اور کوئی تکلیف اس کو پست نہیں کر سکتی۔ بلکہ وہ تکلیف اور بلا بھی اُس کے لئے لذت محسوسہ اور حلاوت مدرکہ ہوتی ہے۔ اُس کا خدا نیا خدا ہوتا ہے۔ جس میں وہ محو ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پر خدا تعالےٰ بھی اُس پر نرالی شان کی تجلی فرماتا ہے۔ اور اُس کی رضامندی میں ایک جلال اور خصوصیت درخشاں ہوتی ہے دیکھو نوح علیہ السلام کی دعا سے دنیا کو ہلاک کر دیا۔ نوح کی اسقدر خاطر عزیز تھی کہ اس کے لئے دنیا کو ہلاک کر دینا کچھ بات بھی نہ تھی۔ ایسا ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کفار مکہ کو ہلاک کر دیا گیا۔ غرض یہ عجیب حالت اور درجہ ہوتا ہے۔ خدا اس سے راضی۔ اسی مقام پر پہنچکر وہ اللہ تعالیٰ کے عباد میں داخل ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ مرنے کے بعد بلکہ اسی دنیا میں داخل ہو جاتا ہے۔

یاد رکھو ایک وہ جماعت ہے جس کا نام عباد اللہ رکھا جاتا ہے۔ صوفی کہتے ہیں کہ سب سے بڑھ کر نام عبداللہ ہے۔ اسی لئے اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہا۔ عبد سے بڑھ کر کوئی نام نہیں۔ اسی دنیا میں وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور مرنے کے بعد تو وہ داخل ہوہی گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔ جو شخص خدا کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اُس کے لئے دو جنتیں ہیں ایک مرنے کے بعد اور ایک اسی دنیا میں۔

اصل بات یہ ہے کہ کوئی آدمی شک نہ کرے کہ جو لوگ ..... اپنی زندگی کو خدا کے لئے وقف کرتے ہیں اُن کے لئے ناکامی بھی تکلیف دہ امر نہیں ہوتا۔ وہ ایلام کو انعام کے رنگ میں دیکھتے ہیں۔ دکھوں اور مصیبتوں کے وقت بھی اُن کو خاص لذت اور راحت آتی ہے۔ کیونکہ دعاؤں کے واسطے بہت بڑا موقع ملتا ہے۔ گویا روحانی طور پر اُن کے لئے یہ دکھ اور ابتلا بھی جنت ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ تکلیفوں اور دکھوں میں اُن کو نہیں ڈالتا۔ اور خود اُن کا متولی ہو جاتا ہے حضرت داؤد کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا۔ بوڑھا ہوا میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی متقی مصلح کو تکلیف ہوئی ہو۔ اصل یہی ہے کہ دغدغہ کی زندگی میں آرام نہیں مل سکتا۔ جب تک کہ صالح نہ ہو۔ پس صالح ہونے کی حالت وہی ہے۔ جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ اس درجہ پر خدا کا متولی ہوتا ہے۔ پھر فکر ہو تو کیوں کر۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کریں۔ اخلاق فاضلہ اختیار کریں۔

(الحکم جلد ۵ تاریخ تقریر ۱۶؍ فروری ۱۹۰۱ء)

حضرت صاحب کا فیصلہ کہ رکوع میں شمولیت سے رکعت ہوتی ہے یا نہیں

۱۶؍ فروری ۱۹۰۱ء

اس بات کا ذکر آیا۔ کہ جو شخص نماز کے اندر رکوع میں آکر شامل ہو اس کی رکعت ہوتی ہے یا نہیں؟ حضرت اقدس نے دوسرے مولویوں سے رائے دریافت کی۔ مختلف اسلامی فرقوں کے مذاہب اس امر متعلق بیان کئے گئے۔ آخر حضرت نے فیصلہ دیا اور فرمایا:۔

"ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب" آدمی امام کے پیچھے ہو یا منفرد ہو ہر حالت میں اسکو چاہیئے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔ مگر امام کو نہ چاہیئے کہ جلدی جلدی بغیر ٹھہر کر پڑھے تاکہ مقتدی سن بھی لے۔ اور اپنا پڑھ بھی لے۔ بہر حال مقتدی کو موقع دینا چاہیئے کہ وہ سن بھی لے اور اپنا پڑھ بھی لے۔ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ ام الکتاب ہے۔ لیکن جو شخص باوجود اپنی کوشش کے جو وہ نماز میں ملنے کے لئے کرتا ہے آخری رکوع میں آکر ملا ہے اور اس سے پہلے نہیں مل سکا۔ تو اس کی رکعت ہو گئی۔ اگرچہ سورۃ فاتحہ اس نے نہیں پڑھی۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے رکوع کو پالیا اس کی رکعت ہو گئی۔ مسائل دو طبقات کے ہوتے ہیں۔ ایک جگہ تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تاکید کی کہ نماز میں سورۃ فاتحہ ضرور پڑھیں۔ وہ ام الکتاب ہے اور اصل نماز وہی ہے مگر جو شخص باوجود اپنی کوشش کے اور اپنی طرف سے جلدی کرنے کے رکوع میں ہی آکر ملا ہے۔ تو چونکہ دین کی بنا آسانی اور نرمی پر ہے اسواسطے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی رکعت ہو گئی وہ سورۃ فاتحہ کا منکر نہیں ہے۔ بلکہ دیر میں پہنچنے کے سبب رخصت پر عمل کرتا ہے۔ میرا دل خدا نے ایسا بنایا ہے کہ ناجائز کام میں مجھے قبض ہو جاتی ہے۔ اور میرا جی نہیں چاہتا کہ میں اُسے کروں۔ اور یہ صاف ہے کہ جب نماز میں ایک آدمی نے تین حصوں کو پورا پالیا۔ اور ایک حصہ میں بسبب مجبوری کے دیر میں مل سکا ہے تو کیا حرج ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ رخصت پر عمل کرے۔ ہاں جو شخص عمداً سستی کرتا ہے اور جماعت میں شامل ہونے میں دیر کرتا ہے تو اس کی نماز ہی فاسد ہے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۸)

حضرت اقدس کو الہام ہوا انا کفیناک المستھزئین تفسیر اعجاز المسیح کے متعلق ذکر تھا کہ مخالفین میں سے کسی کو خدا نے یہ طاقت نہیں دی کہ اس کا مقابلہ کر سکے اسپر حضرت اقدس نے فرمایا:۔

اعجاز القرآن

قرآن شریف ایک معجزہ ہونے کے متعلق دو مذہب ہیں۔ ایک تو یہ خدا تعالیٰ نے مخالفین سے صرف ہمت کر دیا۔ یعنی اُن لوگوں کو توفیق نہ ہوئی کہ اس وقت مقابلہ میں کچھ کر کے دکھاتے۔ اور دوسرا مذہب جو کہ صحیح اور سچا اور پکا مذہب ہے۔ اور ہمارا بھی وہی مذہب ہے وہ یہ ہے کہ مخالف خود اس بات میں عاجز تھے کہ مقابلہ کر سکتے اصل میں اُن کے علم اور عقل چھینے گئے تھے۔ قرآن شریف کا معجزہ ہماری تفسیر القرآن کے معاملہ میں خوب سمجھ میں آسکتا ہے ہزاروں مخالف موجود ہیں جو عالم و فاضل کہلاتے ہیں۔ کیسی غیرت دلانے والے الفاظ بھی اشتہار میں لکھے گئے۔ مگر کوئی ایسا نہ کر سکا کہ ایس نشان کا مقابلہ کرتا۔"

۲۴ فروری ۱۹۰۱ء صحیح بخاری کے متعلق فرمایا
یہی ایک کتاب ہے جو دنیا کی تمام کتابوں میں سے قرآن شریف کے بہت مطابق سب سے افضل اور صحیح ہے اس کی دوسری بہن گویا مسلم ہے۔

ایک آیت کی تفسیر

آیت کریمہ ربنا الذی اعطی کل شیء خلقه ثم هدی پر حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"اس عطا میں زیادہ تر دو قسم کے آدمی ہیں۔ ایک بادشاہ اور دوسرے مامورمن اللہ یعنی پہلے خدا نے ان کو مامور بنایا ثم هدی یعنی پھر تبلیغ کے تمام سامان اُن کے لئے مہیا کر دیئے۔ جیسا کہ خدا نے ریل۔ تار۔ ڈاک۔ مطبع وغیرہ۔ تمام اسباب ہمارے واسطے مہیا کر دیئے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کو حاصل نہ تھے۔ ہمارے واسطے ایک جزئی فضیلت ہے اور خدا کا فضل ہے اور جزئی فضیلت سے کسر شان کسی نبی کی لازم نہیں آتی۔"

فرمایا "تفسیر کا کام تو ختم ہو گیا ہم چاہتے تھے کہ دوسرے ضروری کاموں کے شروع کرنے سے پہلے دو تین دن آرام کر لیتے۔ مگر جی نہیں چاہتا کہ خالی بیٹھے رہیں۔ مثنوی مولانا روم میں لکھا ہے کہ ایک بیماری ہوتی ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ ہر وقت کوئی اس کو مکیاں مارتا رہے۔ ایسا ہی اہل اللہ کا حال ہوتا ہے کہ وہ آرام نہیں کر سکتے۔ کبھی خدا اُن پر کوئی محنت نازل کرتا ہے۔ اور کبھی آپ کوئی ایسا کام چھیڑ بیٹھتے ہیں۔ جس سے اُن پر محنت نازل ہو۔ نہایت درجہ برکت کی بات یہ ہے کہ انسان خدا کے واسطے کسی کام میں لگا رہے۔ جو دن بغیر کسی کام کے گذر جاتے وہ گویا غم میں گذرتا ہے۔ اس سے زیادہ دنیا میں کچھ حاصل نہیں کہ انسان خدا کے واسطے کام کرے۔ اور خدا اُس کے واسطے راستہ کھول دے۔ اور اُسے مدد عطا فرمائے۔ مگر بغیر اخلاص کے تمام محنت بے فائدہ ہے۔ خالصۃً للہ کام کرنا چاہیئے۔ کوئی اور غرض درمیان میں نہ آوے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۹)

جو کام ہو اللہ کے لئے ہو اور جو بات ہو خدا کے واسطے ہو

صاحبان متوجہ ہو کر سنیں

میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل و قال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جائے اور ساری غرض و غایت آکر اس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیا زور ہے میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔ اگر اللہ کی رضا اور اس کے احکام کی تعمیل میرا مقصد ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے تقریریں کرنی۔ وعظ سنانا تو ایک طرف میں تو ہمیشہ خلوت ہی کو پسند کرتا ہوں۔ اور تنہائی میں وہ لذت پاتا ہوں جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ مگر کیا کروں بنی نوع کی ہمدردی کھینچ کھینچ کر باہر لے آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس نے مجھے تبلیغ کے لئے مامور کیا ہے۔ میں نے یہ بات ظاہری قیل و قال ہی کو پسند نہ کیا جائے اس لئے بیان کی ہے کہ ہر چیز میں بھی شیطان کا حصہ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ پس انسان جب وعظ کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو اس میں شک نہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت ہی عمدہ کام ہے۔ مگر اس منصب پر کھڑا ہونے والے کو ڈرنا چاہیئے کہ اس میں مخفی طور پر شیطان کا بھی حصہ ہے۔ کچھ تو واعظ کے بخرے میں آتا ہے۔ اور کچھ سننے والوں کے حصہ میں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب وعظ وعظ کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو مقصد اور دلی تمنا صرف یہ ہوتی ہے کہ میں ایسی تقریر کروں کہ سامعین خوش ہو جائیں۔ ایسے الفاظ اور فقرات بولوں کہ ہر طرف سے واہ واہ کی آوازیں آئیں۔ میں اس قسم کی تقریر کرنیوالوں کے مقاصد کو اس سے بڑھ کر نہیں سمجھتا جیسے بھڑوے۔ نقال۔ قوال۔ گویئے یہی کوشش کرتے ہیں کہ اُن کے سننے والے اُن کی تعریفیں کریں۔

پس جب ایک مجمع کثیر سننے والا ہو۔ اور اس میں ہر ایک مذاق اور درجہ کے لوگ موجود ہوں۔ تو خدا کی طرف کی آنکھ کھلی نہیں ہوتی الاماشاءاللہ مقصود یہی ہوتا ہے۔ کہ سننے والے واہ واہ کریں۔ تالیاں بجائیں۔ چیرز دیں غرض یہ حصہ شیطان کا واعظ یا بولنے والے میں ہوتا ہے اور سامعین میں شیطانی حصہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بولنے والے کی فصاحت و بلاغت۔ زبان پر پوری حکومت اور قادرالکلامی برمحل اشعار۔ کہانیوں اور ہنسانے والے لطیفوں کو پسند کریں اور داد دیں تاکہ سخن فہم ثابت ہوں۔ گویا ان کا مقصود بجائے خود خدا سے دور ہوتا ہے اور بولنے والا الگ وہ بولتا ہے مگر خدا کے لئے نہیں۔ اور یہ سنتے ہیں۔ مگر ان باتوں کو دل میں جگہ نہیں دیتے۔ اسلئے کہ وہ خدا کے لئے نہیں سنتے۔ یہ کیوں ہوتا ہے صرف اس بات کے واسطے کہ ایک لذت حاصل کریں۔ یاد رکھو انسان دو قسم کی لذتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک روح کی لذت ہے۔ دوسری نفس کی لذت روحانی لذت تو ایک باریک اور عمیق راز ہے جس پر اگر کسی کو اطلاع مل جائے۔ اور ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی جس کو سرور اور ذوق مل جائے۔ وہ اس سے سرشار اور مست ہو جائے۔ نفسانی لذتیں ایسی ہیں کہ ہمیشہ آنی اور فانی ہوتی ہیں نفسانی لذت وہ لذت ہے جس کے ساتھ ایک طوائف بازاروں میں ناچ کرتی ہے۔ وہ بھی اس لذت میں شریک ہیں جیسے مولوی واعظ کی حیثیت میں گاتا ہے۔ اور لوگ اس کو پسند کرتے ہیں۔ ویسے ہی بازاری عورت گاتی ہے۔ اُسے بھی پسند کرتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نفس یہی چیز ہے۔ جو ایک وعظ کے وعظ سے بھی لذت اٹھاتا ہے۔ اور دوسری طرف ایک بدکار عورت کے گانے سے بھی لذت اٹھاتا ہے۔ حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ عورت بدکار ہے۔ اس کے اخلاق اسکی معاشرت بہت ہی قابل نفرت ہے۔ لیکن اسپر بھی اگر وہ اسکی باتوں اور اس کے گانے سے لذت اٹھاتا ہے اور اس کو نفرت اور بدبو نہیں آتی۔ تو یقیناً سمجھو کہ یہ نفسانی لذت ہے۔ ورنہ روح تو ایسی گھنونی اور متعفن شے پر راضی نہیں ہو سکتی۔ اس قابل رحم واعظ کو یہ پتہ نہیں ہوتا۔ کہ مجھ میں پاک حصہ نہیں ہے۔ ایسا ہی وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے سامعین نہیں سمجھتے کہ

کہ ہم یہاں صرف نفسانی لذت کے لئے بیٹھے ہیں۔ اور خدا کا بخرہ ہم میں نہیں ہے۔ پس میں خدا تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ ہماری تقریروں ہمارے بولنے والوں اور سننے والوں میں سے اس ناپاک اور خبیث روح کے حصہ کو نکال کر محض للہیت بھر دے۔ ہم جو کچھ کہیں خدا کے لئے اُس کی رضا حاصل کرنے کے واسطے اور جو کچھ سنیں خدا کی باتیں سمجھ کر سنیں اور نیز عمل کرنے کے واسطے سنیں۔ اور مجالس وعظ سے ہم صرف اتنا ہی حصہ نہ لے جائیں۔ کہ یہ کہیں آج بہت اچھا وعظ ہوا۔

مسلمانوں میں ادبار اور زوال آنے کی یہ بڑی بھاری وجہ ہے۔ ورنہ اس قدر کانفرنسیں اور انجمنیں اور مجلسیں ہوتی ہیں۔ اور وہاں بڑے بڑے فلاسفر اور لیکچرار اپنے لیکچر پڑھتے۔ اور تقریریں کرتے۔ شاعر قوم کی حالت پر نوحہ خوانیاں کرتے ہیں۔ وہ بات کیا ہے؟ کہ اس کا کچھ اثر بھی نہیں ہوتا۔ قوم دن بدن ترقی کی بجائے تنزل ہی کی طرف جاتی ہے۔ بات یہی ہے کہ ان مجلسوں میں آنے جانے والے اخلاص لے کر نہیں آتے۔ لیکچراروں کی غرض جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ خواہ مخواہ مولوی ہوں یا نئے تعلیم یافتہ۔ مشائخ ہوں یا صوفی صرف واہ واہ سننا ہوتا ہے۔ تقریر کرتے وقت اُن کے معبود سامعین ہوتے ہیں۔ جن کی خوشنودی اور رضامندی اُن کو مطلوب ہوتی ہے نہ خدا کی رضا۔ لیکن راستباز حقانی لوگ جو تجارت تک ہو گئے اُن کا یہ مقصد اور منشاء کبھی نہیں ہوتا اُن کا مقصود اور مطلوب خدا ہوتا ہے۔ اور بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور غمگساری جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ وہ دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں جو خود انھوں نے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جلال ظاہر کرنا اُن کی تمنا ہوتی ہے۔ اسلئے وہ جو کچھ کہتے ہیں بلا خوف لومۃ لائم کہتے ہیں۔ ان کی نگاہ میں سامعین ایک مردہ کیڑے ہوتے ہیں۔ نہ اُن سے کوئی اجر مقصود ہوتا ہے نہ اُن کے واہ واہ کی غرض۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات لوگ اُن کی باتیں سن کر گھبرا جاتے ہیں اور درمیاں تقریر سے اٹھ اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات گالیاں دیتے اور دکھ دینے والی باتوں پر اکتفا نہ کر کے قسم قسم کی اذیتیں اور تکلیف پہنچاتے ہیں۔ اس سے صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ نفسانی لذت کا طالب اور خواہشمند کون ہوتا ہے۔ اور نفسانی لذت ہوتی کیا ہے۔ ایک طوائف کا ناچ ہو تو ساری رات بھی جاگنا اور زر دادن اور درد سر خریدن کا مصداق ہونا بھی منظور۔ لیکن ایک حقانی واعظ کے چند کلمے جو نہایت خلوص اور سچے جوش اور حقیقی ہمدردی کی بنا پر اُس کے پاک منہ سے نکلتے ہیں اُن کے لئے سننا دشوار اور گراں۔ مگر یہ حقانی واعظوں کی جماعت ان باتوں سے نہ کبھی گھبراتی اور نہ تھکتی ہے کیوں؟ انکے پیش نظر خدا ہوتا ہے جو اپنی لاانتہا قدرتوں اور فوق الفوق طاقتوں کے ساتھ اُن پر جلوہ نمائی کرتا ہے۔ جو اُن پر سکینت اور استقلال نازل فرماتا ہے۔ پھر وہ مردہ دنیا داروں کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں۔

(باقی دارد)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ

حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مصنّفِ چھٹی مسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب المعروف چھٹی مسیح اگرچہ پیچھے آنیوالے دوستوں میں سے تھے۔ مگر اپنے اخلاص اور صدق و وفا کے نقطۂ خیال سے وہ کسی صورت میں السابقون الاولون سے باہر رہنے والے نہیں ہیں۔ ان کے حالات کو ان کے فرزند مرزا محمد حسین صاحب نے جمع کیا ہے اور میں انہیں واقعات کا مجموعہ سمجھ کر انہیں کے الفاظ میں درج کر دیتا ہوں۔ اس کی اشاعت کے بعد۔ ایک مختصر تبصرہ اپنے قلم سے بھی انشاء اللہ لکھوں گا (ایڈیٹر)

خاندانی حالات اور احمدیت کی ابتداء

والد صاحب کے دادا مرزا غلام قادر صاحب حافظ قرآن کریم تھے۔ جو وزیرآباد کے اکثر حصہ کے اُستاد تھے۔ ان کے شاگردوں میں سے حافظ غلام رسول صاحب احمدی سوداگر میڈیکل ہال وزیرآباد تھے اب یہ صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ مرزا صاحب کا ذریعہ معاش طبابت تھا۔ ان کے بیٹے محمد عثمان صاحب جو اکیلے باپ کے فرزند تھے سوتیلی والدہ کی تکلیفوں سے تنگ آکر موضع تڑگڑی میں رہائش اختیار کر لی۔ فن طبابت میں حکیم حاذق تھے۔ اس کے علاوہ درس تدریس بھی شروع کر دیا۔ سکھوں کا گاؤں تھا۔ مسلمان آبادی کم تھی۔ جو مسلمان تھے وہ بھی برائے نام۔ دادا صاحب عربی کے خوشنویس تھے۔ انھوں نے اکثر ادنات قرآن کریم کے بہت سے نسخے تحریر کرکے شاگردوں تقسیم کیئے۔ کئی قلمی کتابیں دادا صاحب کی حکمت کے متعلق تحریر کی ہوئی ابھی بھی موجود ہیں حضرت صاحب کے وہ بہت معتقد تھے لاہور ہوشیار والا اشتہار سنا۔ لیکن وہ بہت جلد فوت ہو گئے تھے۔ کوئی اعتراض نہیں کیا۔ والد صاحب بھی اپنے والدین کے

ابتدائی تعلیم اور ہم مکتب

اکیلے فرزند تھے۔ اور گویا ایک قسم کی خصوصیت ہو گئی تھی۔ طبیعت بڑی ذہین اور آزاد تھی۔ شکل خوبصورت اور رنگ گورہ تھا۔ والدہ صاحبہ نے گھر میں ہی قرآن کریم اور فارسی کتابیں پڑھائیں۔ سکول علیوالہ میں منشی احمد الدین صاحبؓ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جو نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کے مشیر قانونی تھے۔ بعد ازاں حاجی کرم الٰہی صاحب ساکن لبنانوالی جو منشی کرم علی صاحب حال قادیانی کے والد تھے ان سے فارسی علم حاصل کیا۔ بعد ازاں گھر میں علمی شغل رکھا۔ والدین کے لاڈلے تھے۔ سوائے علم عربی اور فارسی کے اور کوئی ہنر نہ سیکھا۔ لیکن تبلیغ اسلام کا بچپن سے

پیدائشی مبلغ اسلام تھے تبلیغ کے نتائج

بہت شوق تھا۔ جوانی کے زمانہ میں اپنے ہمعمر ہندوؤں کو جو ساہوکار کے لڑکے تھے ایک کا نام جگومل اور چھوٹے بھائی کا نام ہناچند تھا۔ دعوت اسلام دی۔ ساتھ ساتھ ان کو علم بھی پڑھاتے جاتے تھے۔ کیمیائے سعادت کتاب پڑھ کر دونوں مسلمان ہو گئے سکھوں نے بڑی مخالفت کی۔ جگومل جس کا نام عبدالرحیم رکھا گیا۔ چھوٹے بھائی کا نام عبداللہ رکھا۔ مگر عبداللہ نابالغ تھا۔ والدین اور رشتہ داروں کی تکلیف کے خوف سے واپس ہو گیا۔ لیکن عبدالرحیم باوجود تکلیف کے اسلام پر قائم رہا۔ تڑگڑی چھوڑ کر لاہور چلا آیا۔ اپنی پہلی بیوی کو جو ساہوکاروں کی بیٹی تھی اسکو بھی دعوت اسلام دی مگر اس نے قبول نہ کیا۔ وہ اپنے والدین کے گھر میں سانپ کے ڈسنے سے مرگئی۔ دوسرا نکاح کر لیا۔ ایکا جب اولاد اور سوداگر چرم مشہور ہیں۔ والد صاحب نے ان کو احمدیت کی بھی تبلیغ کی تھی۔ لیکن احمدی نہیں ہوئے۔

عبدالرحیم کے اسلام لانے کے باعث سکھوں کی طرف سے والد صاحب کو تکلیفیں ابھی شروع ہی تھیں۔ اسی اثناء میں دھرمسالہ کے مہنت کو بھی دعوت اسلام دینی شروع کر دی اور برابر ایک سال تک دھرمسالہ میں مہنت صاحب کو نماز پڑھنے اور قرآن کریم کی تعلیم سے اچھی طرح واقف کرا دیا۔ وہ گوجرانوالہ میں جا کر مسلمان ہو گئے۔ ان کا اسلامی نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ مہنت صاحب کے اسلام لانے پر سکھوں نے بہت شور ڈالا۔ والد صاحب کی مخالفت کی۔ مقدمات کیئے۔ ایک مسلمان کو سکھوں نے تڑگڑی سے نکال دیا کہ اس نے ہمارے برخلاف گواہی کیا دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے والد صاحب ہر بلا اور ابتلاء سے محفوظ رہے۔ اور شیخ عبدالحق صاحب تڑگڑی سے ہجرت کر کے گوجرانوالہ آگئے اور وہاں کی جامع مسجد میں امام بنائے گئے۔ والد صاحب نے ان کو بھی تبلیغ کی۔ لیکن وہ بھی احمدی نہیں ہوئے صاحب اولاد ہیں مگر اب فوت ہو گئے ہیں۔

جب سکھوں کی طرف سے امن ہو گیا۔ تو والد صاحب نے دو سکھ زمینداروں کو پڑھانا اور دعوت اسلام دینا شروع کیا مگر وہ دوسرے سکھوں سے ڈر کر رہ گئے۔ سکھوں نے اپنے لڑکوں کا والد صاحب کے پاس آنا جانا بند کر دیا۔ اور بلند آواز سے اذان بھی بند کر دی۔ والد صاحب کو اذان سے روکنا بہت عرصہ تک بے قرار رکھا۔ لیکن خاموش ہو کر دعاؤں میں لگے رہے۔ والد صاحب کی طبیعت آزاد تھی۔ اسلئے ملازمت کو پسند نہ کیا۔ اور نہ ہی کسی سرکاری اسکول میں کوئی سند حاصل کی۔ اس لئے علاقہ گوالیار جبل پور وغیرہ میں بزازی کا بیوپار کرتے رہتے۔ ان علاقوں میں کافی عرصہ کام کیا

اولاد کے لئے بہت بڑی قربانی

ہماری والدہ جبکہ ہم ابھی چھوٹے چھوٹے بچے ہی تھے انتقال کر گئیں۔ والد صاحب نے دوسری شادی نہ کی۔ تاکہ میرے بچوں کو تکلیف نہ ہو۔ کیونکہ ان کو سوتیلی دادی کا مشاہدہ مدنظر تھا۔ جس نے وزیرآباد سے ہمارے دادا کو اپنے والد سے جدا کر دیا۔ اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسرا نکاح نہ کیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی دعوت اور قادیان آنا

جب والد صاحب نے حضرت مسیح موعود کا شروع شروع میں حال سُنا تو آنحضرت کی ملاقات کے لئے پیدل قادیان پہنچے تو اس موقع پر مکرم جناب قاضی ضیاء الدین صاحب ساکن کوٹ قاضی بھی موجود تھے۔ کسی نماز کا وقت تھا حضرت نے کسی اور دوست کو نماز کے لیے کہا کہ جماعت کرا دو۔ والد صاحب کو یہ بات پسند نہ ہوئی دیکھیں حضرت صاحب نے دوسرے دوست کو جماعت کے لئے فرمایا۔ خود جماعت نہیں کرائی۔ پھر کسی نے چھپا کر نذر دی اس طریق کو بھی پسند نہ کیا۔ پھر جب والد صاحب رخصت ہونے لگے تو حضرت صاحب سے ملاقات کرنے کی خواہش کی تو حضرت صاحب نے فرمایا طبیعت علیل ہے۔ والد صاحب کو ان باتوں پر کچھ بدظنی ہو گئی اور کسی سے جھگڑ بھی پڑے۔ والد صاحب کچھ اعتراض کر کے چلے گئے اسی وجہ سے بہت عرصہ بیعت سے رُکے رہے۔ لیکن

درمیانی زمانہ

حضرت صاحب کی کتابوں اور رسالوں اور اخباروں کا بہت شوق تھا۔ ان کا مطالعہ جاری رکھا لایمسہ الا المطھرون کی آیت کا ترجمہ بہت سے مولویوں سے دریافت کیا۔ ان کے بتائے ہوئے ترجمہ پر تسلی نہ ہوتی تھی۔ بلکہ ان پر کئی نئے اعتراض وارد ہوں۔ اس آیت کا ترجمہ جب حضرت صاحب کی کسی کتاب یا شاید

الحکم کے پرچہ میں پڑھا تو بہت خوش ہوئے

منشی میراں بخش صاحب جو مشن سکول کے تعلیم یافتہ تھے ان کو اسلام سے نفرت اور عیسائیت سے محبت تھی۔ حضرت صاحب کی کتاب براہین احمدیہ منگوا کر مطالعہ کی فوراً احمدی ہو کر ۳۱۳ صحابیوں کی فہرست میں شامل ہو گئے۔ یہ صاحب موصوف میرے خسر اور والد صاحب کے بہنوئی تھے۔ گوجرانوالہ میں سپرنٹنڈنٹ پولیس آفس کے ہیڈ کلرک تھے۔ ان کی وساطت سے والد صاحب کو بہت تبلیغ ہوئی۔ جب کبھی شہر ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہتا۔ والد صاحب پھر علاقہ گوالیار چلے گئے۔ وہاں پر منشی میراں بخش صاحب نے لیکھرام کی پیشگوئی کا پورا پورا علم بتا دیا کہ اس نشان کی صداقت پر غور فرما دیں۔ جب یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اور آریوں کے شور واویلا کے متعلق کئی اشتہارات اور اخباریں والد کو روانہ کی گئیں۔ والد صاحب نے خوب غور کیا اس موقع پر ایک منظوم خط لکھا۔ جس کے دو شعر بطور نمونہ درج ہیں

یہاں آریہ کے پنتھ کا مطلق پتا نہیں
دیکھا نہیں ہے کوئی بھی کوئی سُنا نہیں!
واقف نہ تھا کوئی بھی میرے آئے نام سے
اور لیکھرام کو بھی کوئی جانتا نہیں!

بعد ازاں جب سفر سے واپس آئے تو حافظ احمد الدین صاحب گجو چک اور

میاں نظام الدین صاحب عرف اروڑا ساکنہ ترگڑی احمدی ہو چکے تھے - ان سے بہت دنوں تک بحث رہی ۔ مگر دل کو اطمینان نہ ہوا ان کے علاوہ اور بھی دوست احمدی ہو چکے تھے ان سے بھی تبادلہ خیالات رہا ۔ کتابیں کثرت سے مطالعہ کیں ۔ سب کتابیں خریدنی شروع کر دیں ۔ الحکم کے خریدار بنے اور اس اخبار کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۔

منشی میراں بخش صاحب نے بیمار ہو کر ۲ ماہ کی رخصت لی علاج کے لئے ایک ماہ قادیان مع اہل و عیال آئے ۔ والد صاحب کو بنی ہمشیرہ کی وجہ سے ساتھ آنا پڑا ۔ اب والد صاحب بہت نزدیک احمدیت کے آ گئے تھے ۔ اور سلسلہ کا چرچہ عام ہو گیا تھا ۔ اب والد صاحب کو اور موقع مل گیا ۔ حضرت صاحب سے بہت سی باتیں خود بخود دریافت کیں ۔ مگر بیعت نہ کی ۔ خلیفۃ المسیح اول کے درسوں کو بڑے شوق سے سنتے رہے ۔ مولوی عبد الکریم صاحب سے بھی اچھا تعارف تھا ۔ ان سے بھی گفتگو ہوتی رہی اب حضرت صاحب کے دعوے کی مزید تحقیقات کی ضرورت نہ تھی ۔ کافی طور پر تحقیقات ہو گئی تھی ۔ ایک روز حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سے تمام حالات اور اپنی خاموش مخالفت کا اور اتنے عرصہ بیعت سے رک جانے کا تذکرہ کیا تو انہوں نے آپکو استخارہ کی طرف توجہ دلائی ۔ اور حضرت صاحب سے دعا کرانے کی تحریک کی ۔ چنانچہ والد صاحب بہت عرصہ سے حضرت صاحب کے معتقد ہو چکے تھے ۔ مگر بیعت کرنے میں تردد تھا ۔ عشاء کی نماز کے بعد استخارہ شروع کیا ۔ اس رات خواب میں دیکھا

بیعت

کہ ایک شخص سفید ریش ، خوبصورت چہرہ نورانی شکل ۔ ننگی تلوار ہاتھ میں لئے کھڑا ہے اور جگا کر کہتا ہے ۔ کہ چلو بیعت کرو ۔ والد صاحب یہ نظارہ دیکھ کر اٹھ بیٹھے ۔ اور حسب معمول مسجد مبارک میں نفل ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے ۔ اور خوب درد دل سے دعا کی ۔ لیکن اس خواب کا کسی سے ذکر نہ کیا ۔ دوسری رات پھر استخارہ کیا ۔ مگر پہلی رات کی نسبت سفید ریش شخص ذرا سختی سے اور ہیبت ناک آواز سے سرہانے کھڑا ہو کر جگاتا ہے ۔ کہ اب تک بیعت نہیں کی ۔ چلو بیعت کرو ۔ والد صاحب جلدی سے اٹھے اور دونوں راتوں کے نظارے ..... پر غور کر کے صبح کو اپنے بہنوئی اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سے ذکر کیا ۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب بیعت کر لینی چاہیئے ۔ آج رات کو پھر استخارہ کر لو اس کے بعد فوراً بیعت کر لو ۔ چنانچہ والد صاحب نے پھر تیسری رات کو پھر استخارہ کیا ۔ مگر پہلی دو راتوں کا نظارہ آنکھوں کے آگے پھرتا رہا ۔ ڈر کی وجہ سے نیند نہ آئی ۔ لیکن اس فکر میں اب وہی شخص پھر آ نمودار ہوا ۔ اس کی سرخ آنکھیں ۔ ہیبت ناک شکل اور بہت غصے سے تلوار نکال کر والد صاحب کو جگاتا ہے ۔ اور خوب زور سے بازو پکڑ کر کہتا ہے کہ اب تم کو بیعت کرا کر ہی چھوڑوں گا ۔ والد صاحب اب کی دفعہ تو بہت ڈر گئے اور جلدی سے کہدیا کہ آج بیعت کر لوں گا ۔ چنانچہ والد صاحب نے فجر کی نماز کے بعد حضرت مسیح موعود عم کے آگے تینوں راتوں کے نظارے کا ذکر کیا ۔ والد صاحب نے درخواست کی کہ اب بیعت منظور فرمالیں ۔ والد صاحب نے حضرت صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت کر لی

بیعت کے بعد

بعد ازاں ایک ہفتہ اور ٹھہر کر منشی میراں بخش صاحب کے ہمراہ قادیان سے واپس چلے گئے ۔ سبب حافظ احمد الدین صاحب ساکن گوجرانوالہ نے والد صاحب کے احمدی ہو جانے کا حال سنا تو وہ بہت خوش ہوئے ۔ کیونکہ اس وقت حافظ صاحب کے ساتھ مخالفت بہت ہو رہی تھی ۔

انکی ان مخالفوں نے حافظ صاحب کو حجرے میں بند کر دیا ۔ جب والد صاحب ان کو ملنے کے گئے تو باہر سے کنڈا لگا دیکھا ۔ اور حافظ صاحب اندر تھے ۔ حافظ صاحب سے بہت دیر تک محبت کی باتیں ہوتی رہیں ۔ اور ان مخالفوں کو مسجد میں بلا کر خوب تبلیغ کی اور مناظرہ بھی کیا ۔ اور پھر آہستہ آہستہ اپنے دوستوں اور شاگردوں میں تبلیغ شروع کر دی ۔ چونکہ والد صاحب عامل باعمل تھے

احمدیت کی تبلیغ اور اسکے نتائج

اور جوانی کا زمانہ تقوے سے گذارا تھا ۔ اور ان کی زبان میں خاص اثر تھا ۔ ان کی اب کسی نے مخالفت نہیں کی ۔ اور بہت جلدی جلدی دوست جماعت میں شامل ہو گئے کئی دوست جلسے پر ساتھ آئے ۔ اور انھوں نے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ۔

والد صاحب کا کچھ حساب علاقہ گوالیار میں لگا یا تھا ۔ اسکی وصولی کے لئے تشریف لے گئے ۔ وہاں ملک سراج الدین صاحب ہمبڑیالوی کو تبلیغ کی ۔ اس نے وہاں سے ہی تحریری بیعت کر لی ۔ چنانچہ ہمبڑیال کی جماعت کے پہلے رکن تھے ۔ جنہوں نے تبلیغ کی ۔ اب خدا کے فضل سے جماعت قائم ہے ۔ مگر افسوس اب سراج الدین صاحب فوت ہو چکے ہیں (رضی اللہ عنہ)

والد صاحب ابھی سفر میں تھے کہ ان کے شاگردوں میں سے مسمی غلام حسن صاحب کشمیری نے خواب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود ترگڑی کی مسجد میں تشریف لائے ہیں ۔ اور مجھے فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بلاؤ تاکہ نماز پڑھ لیں ۔ وہ بھی غیر احمدی تھا ۔ ہمارے گاؤں میں بلند آواز سے آذان نہ ہوتی تھی ۔ اس نے اس خواب ...... کی تعبیر خود ہی کی کہ مجھے بلند آواز سے آذان دینا چاہیئے ۔ چنانچہ اپنے بھائیوں اور احمدی دوستوں سے

ترگڑی میں بلند آواز سے اذان

مشورہ کر کے ظہر کی اذان مسجد میں بلند آواز سے کہدی ۔ جو سکھ لوگ اپنے کنوؤں پر تھے وہ کہتے تھے کہ ہم کو بانگ کی آواز اس طرح معلوم ہوئی کہ کوئی ہمارے پاس آ کر بانگ کہتا ہے ۔ اذان کے بعد جماعت ہوئی ۔ سکھ بھی مرنے مارنے کی صلاح کر کے مسجد کے نزدیک آ موجود ہوئے ۔ عصر کے وقت پھر اذان دی گئی عصر کے وقت بہت سے مسلمان بھی جمع ہو گئے ۔ اسوقت مسجد ایک ہی تھی احمدی اور غیر احمدی سب متفق تھے ۔ کوئی مخالفت نہ تھی ۔ سکھوں نے بھی جب مسلمانوں کو مسجد میں دیکھا تو ان کے سر کا نشہ جلدی کا فور ہو گیا ۔ ایک دوسرے کو دھکے دے دے کر مسجد کی طرف بڑھائیں ۔ مگر کسی کو مسجد میں آ کر بات کہنے کی بھی جرأت نہ ہوئی ۔ اب پھر ان کے روبرو شام کی اذان مسجد کی چھت پر دی ۔ سب سکھ آپس میں گالی گلوچ دے دلا کر گھروں کو چلے گئے ۔ کچھ دن تک شور و واویلا کر کے ٹھنڈے ہو گئے ۔ بعد ازاں اذان خدا کے فضل سے برابر جاری ہے ۔ بلکہ والد مرحوم کے سامنے تین مسجدیں بن گئی تھیں اور اب تک تینوں مسجدوں میں بلند آواز سے اذان دیجاتی ہے ۔ والد صاحب سفر سے واپس آ گئے ۔ غلام حسن کی اس جرأت سے جو اس نے اذان کے متعلق دکھائی خوش ہوئے ۔ اس نے والد صاحب کے کہنے پر جلسہ سالانہ قادیان پر آ کر بیعت کی ۔ اور حضرت صاحب سے اس کی خواب کا ماجرا والد صاحب نے بیان کیا اور دعا کرائی

والد صاحب نے غلام حسن صاحب کو قرآن کریم حفظ کرانا اور ساتھ ساتھ ترجمہ شروع کرا دیا ۔ غلام حسن نے باوجود امی ہونے کے بہت سے پادریوں سے مناظرہ کئے ۔ اور مولویوں کا بھی قافیہ تنگ کر دیا ۔ ایک مولوی نے تو ترگڑی کی آمد و رفت بالکل بند کر دی تھی ۔ مگر افسوس غلام حسن جلدی فوت ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اس کے تین لڑکے ہیں جو غیر احمدی اور مخالف ہیں

عیسائیوں سے مباحثات

اب والد صاحب نے عطاری کی دوکان کھول لی ۔ اور تبلیغ کا سلسلہ باقاعدہ طور پر شروع کر دیا ۔ ان گاؤں میں پادریوں کا سکول اور سکول میں باقاعدہ گرجا ہوتا تھا ان سے مناظرے کئے ۔ اور تبلیغی رسالہ کا مسودہ لکھا ۔ جو

چھٹی مسیح اور دوسری تصنیفات

حضرت صاحب کو گورداسپور جا کر سنایا ۔ اسوقت کسی مقدمہ کی وجہ سے حضرت صاحب گورداسپور تشریف لے گئے تھے ۔ حضرت صاحب اور حاضرین مجلس بہت خوش ہوئے ۔ حضرت صاحب نے خود ہی والد صاحب کو فرمایا کہ مولوی صاحب اس چھٹی کا جواب بھی ساتھ ہونا چاہیئے جو مسیح نے مولویوں کو دیا ہے ۔ والد صاحب نے حضرت صاحب سے کہا کہ دعا کریں ۔ حضور جواب بھی کبھی تیار ہو جاوے گا ۔ اس مسودہ کو کسی دوست نے نقل کر لیا تھا تاکہ چھپنے تک وہ اسے پڑھ کر تبلیغ کرے ۔ والد صاحب سے وہ مسودہ گم ہو گیا ۔ گھر آ کر اس دوست سے جو جالندھر ضلع کے تھے واپس منگوا کر حضرت کی دعا کے مطابق اس کا جواب لکھا ۔ اس رسالہ کا نام مولویاں نوں چھٹی مسیح ابن مریم دل تے اسدا جواب " حضرت کو پھر دوبارہ سنائی ۔ جس سے خوش ہو کر حضرت صاحب نے فرمایا کہ

اب اسے چھپوا دو

وہ کتاب چھٹی مسیح بہت مقبول ہوئی ۔ دو تین دفعہ چھپی ، اب پھر نایاب ہے ۔ کئی دوستوں کا مطالبہ ہے کہ اس کو پھر چھپوایا جائے ۔ والد صاحب نے اسکے بعد سی حرفی رد نصاریٰ ۔ مسدس در وفات مسیح جھنڈا احمدی دا ۔ نظارہ احمدی ۔ رد کفارہ حقہ کی مذمت میں رسالے لکھے ۔ جو شائع ہو چکے ہیں ۔ دو تین رسالوں کے مسودے تیار ہیں جو کسی وقت شائع کر دیئے جائیں گے ۔ یا کوئی دوست خود چھپوا کر ہم سے مسودہ لے کر فائدہ اٹھالے ۔

اب ترگڑی کی جماعت روز بروز بڑھنے لگی ۔ حاسد ترقی کو دیکھ کر کڑھنے لگے ۔ اب غیر احمدی امام آ گیا ۔ اس نے ایک طرف اپنی جماعت کرانی شروع کر دی ۔ پہلے یا بعد میں ہماری جماعت ہو جایا کرے ۔ ایک روز احمدی احباب کسی تقریب کی وجہ سے بہت جمع ہو گئے ۔ جماعت ذرا دیر سے ختم ہوئی ۔ غیر احمدی امام نے جلدی جلدی قرأت شروع کر دی ۔ سورۃ فاتحہ کے بعد جنازہ کی دعا شروع کر دی ۔ ایک مقتدی امام کو بھول ہونے کا لقمہ دے رہا تھا ۔ جب امام نے نصف تک پڑھ لی ۔ تو کسی احمدی دوست نے کہا کہ شام کی نماز ہے جنازہ نہیں ہے پھر دوبارہ نیت باندھی ۔ اب غیر احمدیوں نے تنگ آ کر دوسری طرف نئی مسجد بنالی ۔ مگر اس مسجد میں ۔ نماز کبھی نہ کبھی پڑھ جاتے تھے ۔ خلافت کے زمانہ میں مخالفت پھر شروع ہوئی احمدیوں کو مسجد سے نکالنے کی کوشش ہونے لگی ۔ مقدمہ دائر ہوا آخر فیصلہ ہوا کہ مسجد کا روپیہ احمدیوں کو دے دو ۔ تاکہ وہ اپنی مسجد الگ بنالیں ۔ اب اس مسجد میں تمہاری جماعت نہیں ہو سکتی ۔ غیر احمدیوں کو مسجد دیدی جاوے ۔ سب انسپکٹر پولیس

اور جناب شیخ مشتاق حسین صاحب کی خاص مہربانی سے یہ فیصلہ تحریری ہوگیا۔ جماعت احمدیہ کو مسجد سے چھوٹنے کی بڑی فکر دامنگیر ہوئی۔ مگر امیر جماعت کے فیصلہ کے کسی کو چون وچرا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ سب جماعت کے مشورہ سے مسجد کے لئے ..امرلہ زمین بہت عمدہ مناسب موقعہ پر اور روپیہ ڈال کر زمین خریدلی۔ اور اپنے نام پر رجسٹری کرالی اور کچا کمرہ تیار کرالیا۔ خدا کے فضل سے احمدیوں کی تعمیری مسجد تیار ہوگئی۔ لیکن اس پر بھی سکھوں اور غیر احمدیوں نے مقدمہ کھڑا کردیا۔ جس میں احمدیوں کو کامیابی ہوئی۔

آخری ایام والد صاحب کو جلسوں کا بہت شوق تھا۔ اہل حدیث گوجرانوالہ کا جلسہ ۱۵ و ۱۶ / مارچ ۲۲ء کو ہونے والا تھا۔ والد صاحب نے جمعہ اپنی مسجد میں تمام مرد اور عورتوں اور بچوں سمیت پڑھایا۔ اور خطبہ میں بہت سی نصیحتیں اور قیمتی ہدایات بیان فرمائیں۔ آخر میں فرمایا کہ اب میری خوراک چند لقمے تک رہ گئی ہے۔ بہت کمزور ہوگیا ہوں۔ چند دنوں کا مہمان ہوں۔ کل گوجرانوالہ میں جلسہ ہے اگر کسی نے جلسہ پر جانا ہے تو میرے ساتھ چلے۔ بروز ہفتہ اکثر احباب کو ساتھ لے کر گوجرانوالہ گئے۔ جلسہ کے اختتام پر بخار ہوگیا۔ احباب ترگڑی چلے آئے۔ لیکن والد صاحب اپنی بہن کے گھر جہاں میں بھی رہتا تھا تشریف لے آئے۔ فرمایا کہ میں گھر نہیں جاسکتا۔ بخار ہوگیا ہے۔ رات کو تو کچھ سو گئے۔ صبح کو حکیم صاحب محمد الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کو بلایا اُن کی دوائیاں استعمال کرتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب کو بھی دکھایا اُس نے بھی یہی کہا کہ معمولی بخار ہے۔ چارپائی سے اُتر کر پیشاب پاخانہ کی حاجت کو پورا کرتے رہے۔ نمازیں بھی چارپائی سے اُتر کر مصلے پر پڑھتے رہے۔ ہم سب اسی دلیری پر رہے کہ ڈاکٹر کہہ گیا ہے کہ معمولی بخار ہے۔ جماعت کے دوستوں کو ترگڑی جاکر والد صاحب کا آخری خطبہ کہ **چند دنوں کا مہمان ہوں بھول گئے**

اول تو ان کی بیماری کے دنوں میں بہت کم احباب آتے۔ اور مجھ سے کسی نے بھی ذکر نہ کیا کہ آخری خطبہ اسطرح بیان کیا ہے۔ آٹھویں روز اتوار کی شام کو بہت کمزوری ہوگئی۔ حکیم صاحب کو بلایا۔ حکیم صاحب نے دیکھ کر فرمایا کہ اطمینان رکھو۔ والد صاحب نے فرمایا کہ یہ **میری آخری ملاقات ہے**۔ شام اور عشا کی نماز والد صاحب نے میرے الفاظ میں اسطرح پڑھی کہ میں الفاظ پڑھتا جاتا تھا اور وہ دہراتے جاتے تھے۔ رات کے بارہ بجے خانگی معاملات کے متعلق وصیت لکھوائی اس پر اپنے ہاتھ سے دستخط کئے۔ بعد میں سانس میں تیزی ہوگئی۔ شربت پلایا۔

ان کے فرمانے پر ہاتھ پاؤں دھو دیئے۔ اپنی بہن کو تسلی دی کہ میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ رونا نہیں۔ صبر سے کام لو۔ میری والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ تیری پیدائش سوموار کے دن ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے وفات بھی اسی دن ہوگی۔ میں والد صاحب کو دبا رہا تھا۔ مجھے نیند کا غلبہ ہوا۔ فرمایا تم آرام کرو میں بھی ذرا آرام کرلوں۔ میں نے سونے سے پیشتر شربت عرق ملا کر پلا دیا۔ تاکہ آرام سے لیٹ جاویں۔ سوتے سوتے سوا دو بج چکے تھے۔ ۲½ بجے میری ہمشیرہ نے جگایا کہ ابا صاحب کی آواز نہیں آتا۔ میں جلدی سے اُٹھا۔ دیکھا تو والد صاحب کی روح پرواز کرچکی تھی۔ جسم ابھی گرم تھا قبلہ رو کرکے لٹا دیا۔ رات کو گوجرانوالہ سے ایک آدمی ترگڑی کی جماعت کو اطلاع کے لئے بھیجا۔ صبح ہوتے ہی اکثر احباب عورتیں شہر میں پہونچ گئیں۔ غسل دیکر گوجرانوالہ کی جماعت نے جمع ہوکر ایک کھلے میدان میں جنازہ پڑھا۔ امیر جماعت گوجرانوالہ کی اجازت سے والد صاحب کا جنازہ ترگڑی کی جماعت نے مسجد میں جا رکھا۔ اردگرد کی جماعتوں کو اطلاع دیگئی۔ صندوق تیار کرکے نعش مبارک کو رکھ کر حافظ احمد الدین صاحب ساکن گکھڑ نے جنازہ پڑھا اللہ کے سپرد کرکے قبر میں دفن کیا۔ دعا کرکے واپس ہوئے۔

والد صاحب کی تیار کردہ جماعت ۲۰۰ مرد اور عورتیں بچے بچیاں ہیں۔ ایک عالیشان پختہ مسجد اور کنواں ہے جسمانی اولاد میں دو لڑکے ۵ پوتے اور تین پوتیاں ہیں ان کے اپنے شعر پنجابی زبان میں ہیں جو خاتمہ پر تحریر کرکے ان کے حالات کو ختم کرتا ہوں۔ احباب ان کے حق میں اور عاجز کے لئے بھی دعا فرماویں۔ والسلام

$\frac{۷}{۳۴}$ ۹

شعر

دو بیٹے میرے عبد الکریم۔ محمد حسین چھوٹا بڑا اے
گھر موضع ترگڑی گوجرانوالیوں چار کوہ طرف شمالے
محمد عثمان ہے باپ میرا اتے غلام قادر دادا جی
دلی اپنا وطن پڑانا۔ سندے رہے بزرگاں تھیں

محمد اسماعیل ہے نام میرا جس الیہہ کتاب بنائی اے
جو ذات اساڈی مغل تے ساڈا خاندان چغتائی اے
بن علی محمد بن ابو صالح اگے خبر نہ کائی اے
یاد نہ ترک وطن کیہوں کیتا الیہہ کی شامت آئی اے

(خاکسار مرزا محمد حسین احمدی ولد مولوی محمد اسمٰعیل مصنف چٹھی مسیح قادیان دارالامان)

بستان محمود سے گل چینی

(از جناب رفیع الدین صاحب آف راجہ)

اخبار ہذا کے پرچوں میں عاجز کے حالات مجمل طور پر احباب کرام پڑھ چکے ہیں۔ میں کچھ اور بھی اپنی نسبت اور اپنے والد مرحوم حضرت حکیم سراج الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت شائع کروں گا۔ اور غرض صرف یہ ہوگی کہ کمزور طبائع خدا کی خشیت کو مدنظر رکھ کر سلسلہ کی طرف قدم بڑھائیں عاجز کی لائف کا ایک پہلو حضرت محمود سے استفاضہ ہے جیسا کہ قارئین کرام کو معلوم ہوچکا ہے۔ اور یہ چار سال کا عرصہ ۱۶ء سے ۱۹ء تک۔ اور پھر حضور کے درس جو کہ اگست ۲۲ء اور دوسرا شاید ۲۹ء میں ہوا۔ ان میں شامل ہوا۔ اثناء رہائش قادیان میں میرا پروگرام حضرت فضل عمر کے حضور حاضر رہنا جو کہ مسجد مبارک میں ہی عام طور پر ہوتا تھا یعنی حضور کی عام مجالس۔ اسوقت حضرت اولوالعزم مسجد ہی میں خطوط پڑھتے اور جواب لکھواتے تھے اور ان دنوں صحیح مسلم کا درس بھی حضور مسجد میں دیتے تھے قاریین سبق حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور چودھری ابوالہاشم خان صاحب انسپکٹر مدارس بنگال تھے۔ اور تیسرا یہ عاجز ہوتا تھا۔ حضور ۱ ۳ بجے کے قریب ملحقہ دروازے سے تشریف لاتے اور اسی جانماز پر جو ہر وقت مسجد میں بچھی رہتی ہے۔ دروازے کے پاس ہی مسجد کے پرانے حصے میں تشریف فرما ہوتے۔ مگر حضور کا روئے انور قدسیانہ جو شان اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ اور صرف میری آنکھیں ہی اس سے مشرف ہیں۔ حضور عمامہ اتار کر رکھ دیتے۔ اور سر کے بال کھیاں طور پر تراشے ہوئے نظر آتے۔ جو موجودہ مغربی روش کے فیشن ایبل لوگوں کو رہنما تھے۔ اور داڑھی کے بال مسنون طریق پر سدھرے ہوئے ہیں

عشق آلٰہی منہ پر دسے دلیاں الیہہ نشانی میں تو چہرہ دیکھتے ہی محسوس کرتا تھا کہ دنیوی آلائشیں میرے اندر سے نکلی چلی جارہی ہیں۔ ادھر حضور تشریف لاتے۔ ادھر یہ عاجز ایک ٹین کا کنستر جس میں خادم مسجد کے کچھ کپڑے ہوتے۔ اور مقفل ہوتا۔ حضور کے سامنے لا رکھتا۔ تاکہ کتابیں اس پر رکھی جاسکیں۔ کوئی دن ایسا نہ گذرا کہ میں نے ایسا کیا اور میرے محمود نے جزاکم اللہ نہ فرمایا جب سبق ہو چکتا۔ تو حضرت تشریف لے جاتے اور عاجز مہمان خانہ آجایا کرتا۔ تھوڑی دیر کے بعد اذان ظہر کی ہوجاتی۔ اور عاجز مسجد مبارک میں چلا جاتا۔ کئی بار ایسا موقع ہوا کہ صرف میں چار رکعت نماز ظہر ادا کرکے بیٹھا ہوتا۔ اور کوئی صاحب بالکل نہ ہوتے کہ حضرت گھر سے ہی سنتیں پڑھ کر تشریف لے آتے اور دوسری صف میں مصلے کے سامنے بیٹھ جاتے۔ اور یہ عاجز حضور کے سامنے بیٹھا رہتا۔ جب حضور فرماتے تکبیر کہی جاتی۔ اور حضور نماز پڑھاتے۔ اور آہستہ آہستہ جماعت بڑی ہوجاتی۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ حضور مصلے پر کھڑے ہوجاتے اور عاجز تکبیر کہتا۔ جوں جوں کسی کو معلوم ہوتا مقتدی شامل ہوتے چلے جاتے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ تمام مسجد پر ہوجاتی اور اطلاع دینی پڑتی۔ اور حضور تشریف لاتے۔ میرا اکثر معمول صف اول دائیں جانب بیٹھنا۔ جس میں اکثر میر ناصر نواب صاحب مرحوم حافظ محمد ابراہیم صاحب۔ شیخ غلام احمد صاحب وزیر خان صاحب مدد خان صاحب کے خسر اکبر خان صاحب سنوری۔ حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ قاضی امیر حسین صاحب۔ سید فضل شاہ صاحب مرحوم چودھری حاکم علی صاحب۔ محمد علی شاہ صاحب ہوا کرتے بعض دفعہ اور احباب بھی ہوتے۔ بعض دفعہ نئے مہمان آگئے جگہ لے لیتے۔ کبھی نماز پڑھا کر حضور بیٹھتے اور کبھی چلے جاتے۔ اکثر امور حاضرہ پر سوال وجواب ہوتے اور بعض دفعہ خطبہ پڑھا جاتا۔ جس کے بعد اکثر حضور دعا مانگتے۔ اور یہ عاجز بھی ان دعاؤں میں شامل ہوتا بعض دفعہ کوئی جنازہ آجاتا تو مدرسہ احمدیہ کے صحن میں رکھا جاتا۔ اور حضور جنازہ پڑھاتے۔ اور یہ عاجز بھی ان دعاؤں میں شامل ہوتا اکثر دفعہ حضور قبر پر تشریف لے جاتے اور عاجز بھی ہمراہ ہوتا۔ دفن میت کے بعد حضور دعا فرماتے یہ عاجز بھی ہاتھ اُٹھائے رحمت الٰہی کا اپنے لئے اور اپنے والدگان کے لئے خواستگار ہوتا۔ (باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی دعا کی حقیقت اور قبول ہونے والی دعا کے اسرار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پورے طور پر کھول کے۔ دنیا اس حقیقت کو بھول چکی تھی کہ دعا دنیا میں حیرت انگیز اور خارق عادت انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔ بلکہ اس عہد الحاد میں تو لوگ دعا سے ہی منکر ہو رہے تھے۔ ایک طبقہ تو کھلم کھلا اس کا انکار کرتا تھا۔ اور دوسرا عملاً دعا کو بے حقیقت ثابت کر رہا تھا۔ اسلئے کہ ان کی دعاؤں میں کوئی اثر اور قبولیت کی روح نہ تھی۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کو آپ نے نہ صرف معقولی رنگ میں دعاؤں کی قبولیت منوائی۔ بلکہ اپنی دعاؤں کی قبولیت کو بطور نشان اور مشاہدہ صحیحہ پیش کر کے کہا کہ

قصۂ کوتاہ کن ببیں از دعا مستجاب

آپ کے ذریعہ جہاں نبوۃ اور اس کی اصطلاحیں عملاً زندہ ہوئیں دعا کا فلسفہ بھی زندہ ہوا۔ اور آپ نے اپنی جماعت میں اس کے لئے ایک روح پیدا کر دی۔ کہ ہر چھوٹا بڑا یقین رکھتا ہے کہ ساری مشکلات کی گرہ کشا تدبیر دعا ہے۔ آپ کی دعاؤں کا سلسلہ اسقدر وسیع ہے اور اس نشان قبولیت دعا کا دامن اسقدر دراز ہے کہ میں اس کی کوئی حد بست نہیں کر سکتا۔ آج اس سلسلہ میں جس چیز کو میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کے خدام ہر قسم کے امور کے لئے آپ کی خدمت میں دعاؤں کے واسطے عرض کرتے تھے۔ بعض احباب کے لئے مخلصین سلسلہ کے لئے آپ کی دعاؤں کا رنگ ہی

کچھ اور ہوتا تھا۔

اور حقیقت میں ایسے ہی لوگوں کے لئے

آپ دعاؤں میں مصروف رہتے تھے

چونکہ اب بھی احباب دعا کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھتے رہتے ہیں۔ حضور دعا بھی کرتے ہیں۔ لیکن میں احباب کو ایک گُر بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ حضرت امام کی دعاؤں سے پورا نفع حاصل کریں تو وہ رنگ اور کیفیت اپنے اندر پیدا کریں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے تھے۔ بعض اوقات فرمایا کرتے تھے کہ ہر خط سے جو دعا کے لئے آتا ہے دعا کرنے والے کے حالات کو سمجھ لیتا ہوں۔ لیکن باوجود اس کے آپ معنوی طریق پر ہر ایسے شخص کے لئے جو دعا کی درخواست کرتا دعا کر دیتے تھے۔ چنانچہ جو خطوط دعا کے لئے آپ کی خدمت میں آتے تھے ان کے جواب میں لکھا جاتا تھا۔ کہ

دعا کی گئی

جو لوگ حقیقت دعا سے ناواقف ہوتے وہ بعض اوقات کچھ دنوں انتظار کر کے لکھتے کچھ فائدہ نہیں ہوا حضور کو ایسے خطوط سے رنج نہیں ہوتا تھا۔ البتہ افسوس ہوتا تھا کہ لوگ دعا کی حقیقت سے کسقدر غافل ہیں۔ جو چیز حضور کو دعا کے لئے سب سے زیادہ محرک ہوتی تھی وہ صرف

خدمت دین کا عملی جذبہ تھا۔ جس شخص کے متعلق آپ کو ذاتی علم ہو کہ وہ **خادم دین** ہے یا جن دعاؤں کا مقصد خدا تعالیٰ کی رضا اور دنیا کی طوفی سے اس کو تعلق نہ ہو اسکے لئے آپ کو بہت جلد مؤثر تحریک ہوتی تھی چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا

دعا کی نزاکت اور داعی اور مستدعی کا تعلق

دعا نہایت نازک امر ہے اس کے لئے شرط ہے کہ مستدعی اور داعی میں ایسا رابطہ مستحکم ہو جاوے کہ اس کا درد اس کا درد ہو جائے اس کی خوشی اس کی خوشی ہو جائے۔ جس طرح شیر خوار بچہ کا رونا ماں کو بے اختیار کر دیتا ہے اور اس کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے۔ ایسے ہی مدعی کی حالت زار استغاثہ پر

داعی سراسر رقت اور عقدِ ہمت بن جائے

فرمایا اصل بات یہ ہے کہ یہ سب امور خدا تعالیٰ کی موہبت ہیں اکتساب کو ان میں دخل نہیں توجہ اور رقت بھی خدا کے ہاں سے نازل ہوتی ہے۔ جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی کے لئے کامیابی کی راہ نکال دے

محرک کی ضرورت

مگر سلسلہ کے اسباب میں ضروری ہوتا ہے کہ **داعی کو کوئی محرک شدید جنبش دے سکنے والا ہو۔** اس کی تدبیر بجز اسکے نہیں کہ مستدعی اپنی حالت ایسی بنائے کہ اضطراراً داعی کو اس طرف توجہ ہو جاوے۔

آپکی توجہ کی جاذب کیا چیز تھی؟

فرمایا کہ جو چیز میری توجہ کو جذب کرتی ہے۔ اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے **اپنے اندر تحریک پاتا ہوں** وہ ایک ہی بات ہے کہ میں

کسی شخص کو معلوم کر لوں کہ یہ خدمت دین کیلئے سزاوار ہے

اور اس کا وجود خدا کے لئے خدا کے رسول کے لئے خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد والم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے۔ **فرمایا** ہمارے دوستوں کو چاہیے کہ اپنے اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں۔ جس طرز اور رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے پھر **فرمایا** میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت اس شخص کی ہے۔ جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے۔ ورنہ وہ کچھ پروا نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑیوں کی موت مرجائیں (مکتوب حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ) ان الفاظ سے حضرت اقدس کی محبوب اور مرغوب چیز کا پتہ بآسانی لگ جاتا ہے کہ آپ بھی پسند کرتے تھے یہی چیز آپ کی محبت اور ہمدردی کی سب سے زیادہ محرک تھی۔ کہ لوگ **خادم دین اور نافع الناس** ہوں۔ آپ کی زندگی میں متعدد واقعات ایسے نظر آتے ہیں۔ آپ کا کلام اس کی تائید کرتا ہے کہ **دنیوی اغراض** کے لئے آپ نے دعا کرنے سے اظہار نفرت فرمایا خود حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم (جو آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے) نے ایک مرتبہ جبکہ انھوں نے تحصیلداری کا امتحان دیا تھا کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ کو ان کا عریضہ پڑھ کر غیرت آئی کہ یہ دنیا کے لئے طلبگار دعا ہے۔ آپ نے اسی جوش میں خط کو پھاڑ کر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت نوازی اور قدر دانی کی راہیں الگ ہیں۔ آپ کی یہ غیرت اللہ تعالیٰ کو پسند آئی — اور

مرزا سلطان احمد صاحب کے کامیاب ہونیکی بشارت دیدی

یہ موہبت الٰہی تھی۔ لیکن آپ کی **غیرت** نے پسند نہ فرمایا کہ اس مقصد کے لئے دعا کریں۔ آپ کی دعاؤں کا **مرکزی نقطہ** خدمت دین اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شوکت و عظمت کا دنیا میں اظہار تھا۔ اپنی ذات اور وجود اس کے متعلق ہر قسم کے دنیوی مفاد اور منافع مفقود تھے۔ چنانچہ ایک مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؂

ہر کسے اندر نماز خود دعائے میکند
من دعائے ہا بر دبار تو اے باغ بہار

حضور کی دعاؤں کو پڑھو اور ان پر غور کرو کہ ان سے نہ صرف دعاؤں کی قبولیت کا راز معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ دعاؤں کے اسرار اور اثر و قوت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اس لئے آپ وظائف اور درود کے طالبوں کو ہمیشہ

بکثرت درود شریف پڑھنے کی ہدایت

فرماتے تھے۔ اور یہی آپ کا معمول تھا۔ آپ دعاؤں کی قبولیت کا اثر بعض اوقات اتنا زبردست ہوتا تھا کہ آپ نے ابھی دعا ختم نہیں کی کہ

اسکی قبولیت کے آثار نمودار ہو گئے

یہ چیزیں آپ کی زندگی کے غور مطالعہ سے معلوم ہوتی ہیں اور پھر اس سے

خود انسان کے اندر تزکیہ نفس کی راہ پیدا ہوتی ہے

(عرفانی)

درخواست دعا

میرے ماموں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت پرانے صحابی ہیں احباب سے اُن کی صحت کے لئے التزام سے درخواست دعا ہے

عاجز:—
کظیم الرحمٰن۔ دار الفضل
قادیان دار الامان

میں کیوں کر احمدی ہوا

حضرت صوفی حافظ غلام محمد صاحب بی۔ اے سابق مبلغ ماریشس

نمبر ۲

میری تعلیم

خدا بھلا کرے ایڈیٹر صاحب الحکم کا جنہوں نے اپنے مبارک اخبار کو پھر از سر نو زندہ کیا۔ اور یہ وہ سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تازہ تازہ حالات۔ کلمات۔ طیبات اور الہامات الٰہیہ کو تاریخ وار محفوظ کرتا تھا۔ اس نے اب پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُن حالات اور واقعات کو جو ابھی تک قلمبند نہیں ہوئے اُن کے محفوظ کرنے کی طرف توجہ کی ہے۔ اور خدا نے بہت حد تک ان کی اس میں امداد فرمائی ہے اور توفیق دی ہے۔ مگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی ہیں۔ اور آپ کے ساتھ جنہوں نے تعلق باندھا وہ اس شجرہ طیبہ کی اغصان مبارکہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والے اور آپ کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے صاحب کمال ہو گئے۔ پس حضرت احمد علیہ السلام نہ صرف کامل ہی تھے بلکہ مکمل بھی تھے۔ اُن کے پاس بیٹھنے والے اولیاء اللہ بن گئے

اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور۔ اللہ مومنین کا ولی بن جاتا ہے۔ ان کو ظلمات سے نور کی طرف لیجاتا ہے۔ اسلیئے نہایت اچھا کیا الحکم نے کہ صحابہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات بھی اس نے قلمبند کرنے کا ارادہ فرما لیا۔ بلکہ عملی طور پر صحابہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابیات کے حالات درج اخبار کر دیئے تاکہ پچھلوں کے لئے مشعل راہ بن سکیں۔ کیونکہ سالک کو دوسروں کے حالات سے تسلی اور اطمینان اور حوصلہ افزائی ہوتی ہے کہ فلاں شخص نے کسطرح دین اسلام پر کاربند ہو کر اپنے بیگانوں کی پرواہ نہ کرکے دین کو دنیا پر مقدم کرکے کیا پھل کھایا۔ اور چونکہ یہ صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عملی ثبوت ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ گویا غیر احمدیوں کو احمدی کہہ سکتے ہیں کہ احمدی بننے سے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ میں نے جب بھائی عبدالرحیم صاحب سابق سردار جگت سنگھ کا حال پڑھا تو میرے دل میں بھی خیال آیا کہ میں بھی اپنے کچھ حالات لکھ دوں کہ شاید کسی سعید روح کو اس سے فائدہ اُٹھانے کا موقع مل سکے۔ خدا نے اگر مجھے توفیق دی تو میں اپنے حالات مختلف سرخیوں کے ماتحت لکھوں گا اور اس کی کئی اقساط ہونگی۔ پہلی قسط میں میں نے بتایا ہے کہ میں کسطرح قادیان پہنچا۔ اور مجھے کسطرح احمدی ہونے کی توفیق ملی۔ قسط دوم میں اپنی تعلیم کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ جیسا کہ رسول کریم فداہ ابی وامی وروحی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طالب علم کے لئے ہر شے دعا کرتی ہے حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں بھی۔ سو میں نے اس کو سچ پایا ہے۔ اور میں علم پڑھتے پڑھتے ہی قادیان پہونچا۔ اور احمدیت میں داخل ہوا بلکہ اپنے بھائیوں کو بھی احمدیت میں داخل کرایا۔ میری نیت علم سے صرف خدمت اسلام تھی۔ اور اس کا موقعہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحم کے ساتھ مہیا کر دیا۔ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ میں محمد آلہ میں پیدا ہوا جو کہ تحصیل اللہ بھیجی کی بار میں ہے اور سارا علاقہ جانگلی لوگوں کا ہے جن کو تہذیب اور شائستگی سے کوئی واسطہ نہیں۔ ان کی زندگی بدوی زندگی ہے۔ وہاں کوئی مدرسہ نہ تھا۔ سادہ قرآن بغیر ترجمہ کے پڑھ لینا ہی بڑا کمال سمجھا جاتا ہے۔ اور پڑھا لکھا آدمی عنقا تھا۔ ڈاکخانہ تیرہ کوس پر واقع تھا ایسے علاقہ میں پیدا ہوا۔ اور خدا محض اپنے فضل سے مجھ کو وہاں سے نکال کر ولٹوہا لے گیا۔ وہاں پرائمری مدرسہ تھا اور اس میں مجھے داخل کر دیا۔ اور چوہدری رستم علی صاحب جو حسن اتفاق سے اس تھانہ کے انچارج تھے ان کے ساتھ مجھے وابستہ کر دیا جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابی تھے اور یہ سنہ ۱۸۹۲ء کی بات ہے۔ انہوں نے مجھے اپنے بچوں کی طرح پالا۔ وہ کورٹ انسپکٹر بن کر منٹگمری بدل آئے اور مجھے ساتھ لیتے آئے۔ میں نے ولٹوہا میں پہلی اور دوسری جماعت پاس کی اور انجمن حمایت اسلام کا پہلا رسالہ چوہدری صاحب ممدوح سے شروع کیا۔ چونکہ عربی سے مجھے مس نہ تھا اسلیئے بڑی مشکل سے عربی الفاظ زبان پر چڑھتے تھے جب منٹگمری آئے تو میں اُن کے ساتھ سنہ ۱۸۹۳ء کے جلسہ دسمبر میں قادیان آیا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو حافظ احمد اللہ خان صاحب کے پاس گول کمرہ میں قرآن شریف پڑھتے دیکھا۔ اور یہیں قادیان میں نماز پڑھنی سیکھی۔ منٹگمری میں تیسری جماعت پاس کی۔ اور چوتھی جماعت میں داخل ہو کر پہلے پہل انگریزی پڑھنی شروع کی۔ کیونکہ اس زمانہ میں انگریزی پڑھنی شروع ہوئی تھی چاند گرہن اور سورج گرہن جو کہ اسی سال ہی رمضان میں لگا تھا وہ وہیں دیکھا۔ چوہدری صاحب منٹگمری کے عمائد کو جمع کرکے احمدیت پر ایک لیکچر دیا تھا۔ جو کہ انہوں نے پہلے لکھ لیا تھا۔ جس کے شروع میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُن اشعار فارسی کو لکھا تھا۔ جو کہ آئینہ کمالات اسلام کے شروع میں ہیں۔ ع

یکے شیدائے جاناں تا ہاں قوت شود پیدا

عبداللہ آتھم کی آخری رات بھی وہیں گذری تھی۔ پھر وہاں سے گوردا سپور بدلی ہو گئی۔ چوتھی اور پانچویں جماعت میں نے گورداسپور ہائی سکول میں پاس کی۔ اور چھٹی میں داخل ہو گیا اور قرآن شریف چوہدری رستم علی صاحب سے پڑھا کرتا تھا کہ ان کا بیٹا عبدالعزیز بیمار ہو گیا۔ اس کو آپ قادیان لائے اور وہ یہیں فوت ہو گیا۔ جو کہ پرانے قبرستان میں دفن ہے۔ جو مابین قادیان اور بھینی ہے۔ پھر دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی اور میں نے کہا کہ میں بھی اسیطرح کسی دن مر جاؤں گا۔ جیسا کہ عبدالعزیز مر گیا ہے۔ اسلیئے میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ میں قادیان جاکر قرآن شریف باترجمہ پڑھوں۔ اور دین سیکھوں۔ اسلیئے سنہ ۱۸۹۵ء میں قادیان چلا آیا۔ اور ماہ مئی میں میں نے بیعت کر لی۔ میں کبھی میر ناصر نواب صاحب مرحوم سے اور کبھی پیر سراج الحق صاحب نعمانی سے قرآن شریف پڑھا کرتا۔ اور عربی کی درایۃ الادب شروع کی تھی سنہ ۱۸۹۷ء میں غالباً مدرسہ تعلیم الاسلام کا افتتاح ہوا۔ اور پہلے پہل مرزا نظام الدین صاحب کے دیوان خانے میں سکول کھولا گیا۔ پھر اُن کے کمروں میں سکول لگ گیا۔ جو کہ آج کل مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ ہوس میں شامل ہیں۔ اور مہمان خانہ اور صحن مدرسہ احمدیہ کے درمیان بمقام زیر ہے۔ بھائی عبدالرحیم بورڈوں کی نگرانی پر مقرر ہوئے تھے بھائی عبدالرحیم صاحب کے ایماء پر میں نے کتابیں خریدیں اُسوقت چھ جماعتیں کھلی ہوئی تھیں۔ میں نے چھٹی اور ساتویں کا امتحان ایک سال میں پاس کیا۔ میرے نام کے ساتھ آٹھویں۔ نویں اور دسویں کھلتی گئیں۔

سنہ ۱۹۰۰ء میں ہم نے مڈل انگریزی کا امتحان دیا جو کہ اسوقت یونیورسٹی پنجاب کے ماتحت تھا۔ ہم تین طالب علم تعلیم الاسلام سکول کی طرف سے گئے تھے ہم تینوں پاس ہو گئے۔ اور میرا وظیفہ بھی چار روپیہ ماہوار لگا تھا جو کہ اسوقت اتنا ہی ہوتا تھا۔ میرے ہم جماعت شیخ محمد نصیب پنجابی۔ اور راجہ محمد اسمٰعیل۔ بھائی مرزا خدا بخش صاحب۔ جو اسوقت ریٹائرڈ ڈاکخانہ پوسٹ آفس جنرل لاہور سے پنشن لیکر قادیان آ گئے ہیں۔ مبایعین میں ہیں۔ اور شیخ محمد نصیب صاحب غیر مبایعین میں ہیں۔ جب میں ساتویں میں تھا اسوقت ماسٹر نصیر اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر اور اس کے بعد مولوی شیر علی صاحب نئے گریجوایٹ ہو کر مدرسہ تعلیم الاسلام کے ہیڈ ماسٹر بن آئے تھے۔ اور تیس روپے ماہوار اُن کی تنخواہ مقرر ہوئی تھی۔ اس زمانے میں قاضی امیر حسین صاحب مرحوم مدرسہ میں عربی اور دینیات پڑھانے کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ ان کی تنخواہ تیرہ روپے ماہوار تھی۔

مدرسہ اور بورڈنگ ہاؤس کے مدرسہ احمدیہ [illegible] جگہ پر تھا۔ اور سپرنٹنڈنٹ بھائی عبدالرحیم صاحب نومسلم تھے۔ اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ہم نے انٹرنس پاس کیا مڈل کا امتحان گورداسپور دیا تھا اور انٹرنس کا امتحان امرتسر۔

(باقی آئندہ)

مولود مسعود

اکتوبر سنہ ۳۴ء کے پہلے ہفتہ میں جناب سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی مہاجر قادیان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی ہیں خدا تعالیٰ نے اُن کو دوسرا پوتا یعنی سید محمد عبداللہ صاحب سپاہ کلرک سال ٹوؤن کمیٹی قادیان کے دوسرا لخت جگر پیدا ہوا ہے

ہم صدق دل سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ خدا مولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین

وصایا

۱۹۸ھ - مجیدہ بیگم بنت خان بہادر چودھری محمد الدین زوجہ شاہ نواز صاحب وکیل قوم جٹ باجوہ عمر ۲۱½ سال پیدائشی احمدی سال جھبور حال سیالکوٹ۔

بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کیوقت جس قدر جائداد ہو اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے حق مہر پانچہزار روپیہ۔ زیورات ایک ہزار روپیہ حصص ستار ہوزری ایک ہزار روپیہ

العبد:- مجیدہ بیگم بنت خان بہادر چوہدری محمد الدین زوجہ چودھری شاہ نواز صاحب وکیل ساکن جھبور حال سیالکوٹ شہر بقلم خود۔

گواہ شد:- شاہ نواز چودھری تاج محمد ساکن جھبو تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ حال وکیل سیالکوٹ شہر خاوند موصیہ بقلم خود۔

گواہ شد:- فضل احمد ولد نواب خان قوم جٹ باجوہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ سکرٹری وصایا۔

۱۹۶ھ - مسماۃ برکت بی بی زوجہ میاں محمد رمضان صاحب قوم ڈار پیشہ ملازمت عمر قریباً ۲۹ سال تاریخ پیدائشی احمدی ساکن گجرات پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۴/۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ حق مہر مبلغ دو صد روپیہ جس کے دسویں حصہ کی نسبت وصیت کرتی ہوں۔ رقم حق مہر مذکورہ بذمہ میرے شوہر میاں محمد رمضان پوسٹ مین ہے۔ جن کے دستخط گواہ نیچے ثبت ہیں۔ مگر میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت پچیس روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور یہ بھی بحق صدر انجمن قادیان وصیت کرتی ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا فقط

العبد:- برکت بی بی ہیڈ معلمہ ایم بی گرلز مڈل سکول گجرات

گواہ شد:- محمد رمضان پوسٹمین ساکن دولت نگر ضلع گجرات

گواہ شد:- بقلم خود محمد ابراہیم پوسٹمین لالہ موسے ضلع گجرات۔

۱۷۵ھ فیروزہ بیگم مہاجرہ زوجہ ملک برکت علی احمدی مہاجر قوم ملک کشمیری عمر تیس سال۔ تاریخ بیعت ماہ مئی ۱۹۲۹ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۴/۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے ⅛ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی طرف حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے مبلغ پانصد روپیہ۔ بابت قیمت زیور نقرئی و طلاء (حق مہر کی تمام رقم میں نے اپنے خاوند کو معاف کردی ہوئی ہے۔ یہ روپیہ تا حال میرے خاوند مسمی ملک برکت علی صاحب احمدی مہاجر قادیان حال نائب منشی مہتمم صاحب بہادر نہر اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ کے ذمہ واجب الاداء ہے فقط المرقوم ۱۴ر مئی ۱۹۳۴ء

العبد - فیروزہ بیگم احمدی مہاجر قادیان مذکورہ

گواہ شد:- برکت علی منشی جلال پوری محکمہ نہر حال اپر گوگیرہ ڈویژن ضلع شیخوپورہ

گواہ شد بقلم خود غازی نذیر احمد ترین جالندھری مہاجر ناظم احمدیہ جدید سکول قادیان دار الامان ۳۴/۵/۱۶۔

یادِ حبیب کو تازہ رکھنے کے لیے اسکے کلام و حالات کو پڑھو

یادِ حبیب کو تازہ رکھنے کے لئے کونوا مع الصادقین کے ارشاد پر عمل کرکے اس سے روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے ایک عجیب نسخہ یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی پڑھو۔ ان حالات زندگی سے معلوم ہوگا کہ آپ کس خاندان میں پیدا ہوئے اور آپکی ابتدائی تعلیم و تربیت کن حالات میں ہوئی۔ آپ کے مشاغل زندگی کیا تھے۔ آپ کی سوانحعمری کے دو حصے اس قسم کے مضامین پر مشتمل شائع ہو چکے ہیں۔ اور حیات النبی کے نام سے موسوم ہیں۔ قیمت ہر دو جلد صرف عہ

حیاتِ احمد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح حیات کو خاکسار شائع کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور کی چونتیس سالہ زندگی کے دوسرے دور یعنی ۱۸۷۹ء سے ۱۸۹۱ء تک کے حالات شائع ہو رہے ہیں۔ چونکہ تالیف ضخیم ہوگی اس لئے سو سو صفحہ کے حصص میں شائع ہو رہی ہے جس کا پہلا نمبر گذشتہ سال شائع ہوا تھا۔ اب دوسرا نمبر ۱۸۸۳ء کے حالات میں شائع ہو گیا ہے۔ حسب معمول اس کی قیمت بھی ایک روپیہ ہے۔ اگر احباب چاہتے ہیں کہ جلد یہ تالیف مکمل ہو۔ تو اس کے لئے کم از کم پانچسو ایسے خریدار تیار ہو جاویں۔ جو چھپنے پر فوراً خرید لیا کریں۔

سیرت مسیح موعود

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت اور آپکی کیریکٹر کی شان معلوم کرنے کے لئے سیرت مسیح موعود کا مطالعہ ضروری ہے۔ جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات اور آپکے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے۔ اور سعادت مند اور شریف الطبع جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا چاہے تو بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے قیمت فی جلد عہ مکمل سٹ کی قیمت دفتر سے دریافت فرمائیے

مکتوبات احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو مکتوبات اپنی زندگی میں مختلف مذاہب کے لیڈروں اور مبلغین کو لکھے اور اپنے مخالفین دوستوں کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے۔ وہ اس وقت تک چھ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور چار جلدیں اس سلسلہ کی اور باقی ہیں۔ یہ خطوط جو دوستوں کو لکھے ہیں اپنے اندر ایک زندگی روح اور قوت رکھتے ہیں۔ نہایت بیش قیمت مضامین پر مشتمل ہیں۔ تصوف کی حقیقت اور قرب الٰہی کے حصول کے اصول کے سادہ اور آسان طریق غرض عجیب عجیب مضامین پر بحث ہے۔ خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان اور دعاؤں کی قبولیت کے راز اور دعاؤں کے اثر و قوت اعجاز کا ایک لطیف بیان ان میں ملے گا۔ اور جو خطوط مخالفین اسلام اور سلسلہ کو لکھے ہیں ان میں صداقت کے زبردست دلائل۔ قرآن مجید اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اعجازی قوت جلالی و جمالی شان تھا اظہار پر شوکت الفاظ میں کیا گیا ہے۔ غرض یہ مجموعہ قابل دید ہے
ہر جلد کی قیمت جو کچھ بھی نہیں صرف ایک روپیہ ہے

مشاہدات عرفانی

یعنی

ایڈیٹر الحکم کا سفرنامہ یورپ اور بلاد اسلامیہ

مسلمانوں کو قومی زندگی اور ملی روح پیدا کرنے کے لئے اس سفرنامہ کا پڑھنا نہایت ضروری ہے
قیمت جلد اول صرف دو روپے

ملنے کا پتہ

الحکم بکڈپو قادیان دار الامان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر الحکم آفس واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)